

خبر و نظر Khabr Nazari

نومبر ۲۰۱۲ء November 2012

U.S. Embassy Magazine
News & Views



مختلف ثقافتوں کے مابین ہم آہنگی کا فروغ

Building Bridges across Cultures

Winning the Golden
Ticket

سہرے ٹکٹ کا حصول

Living A Dream

خواب ہوا شرمندہ تعبیر

Twitter Tim's
U.S. Road Trip

ٹویٹر ٹیم کا سفر کے راستے امریکہ کا سفر



Students of the Tameer-e- Millat Model School for girls in Latwal, Fatehjang. U.S. government helped rebuild the school

لتوال، فتح جنگ میں تعمیر ملت ماڈل سکول فار گرلز کی طالبات کو امریکی حکومت نے سکول کی تعمیر نو میں مدد کی

سفارتخانہ کا فیس بک پیج www.facebook.com/pakistanusembassy "Like" the Embassy's Facebook Page and suggest it to your friends:

خبر و نظر Khabr Nazal

U.S. Embassy Magazine
News & Views

November 2012

نومبر ۲۰۱۲ء

میرا اعلیٰ

کیتھرین شالو، ڈپلومیٹک پبلک ایئر

Editor-in-Chief

Kathryn Schalow
Counselor for Public Affairs

مستقیم مدیر

ریان ہارنس، پریس ایٹاچے اور کونٹری انفارمیشن آفیسر

Managing Editor

Rian Harris
Press Attache and
Country Information Officer

معاون مدیر

شائینا کرام، پبلک ڈپلومیسی آفیسر

Associate Editor

Shayna Cram
Public Diplomacy Officer

ہمارا پتہ:

انٹرنیشنل سیکشن، امریکی سفارتخانہ، رامنا-5،

ڈیپلومیٹک انکلیو، اسلام آباد، پاکستان

Contacting Us

Khabr-o-Nazar, Public Affairs Section
Embassy of America, Ramna-5,
Diplomatic Enclave, Islamabad,
Pakistan

پس منظر:

"خبر و نظر" امریکی سفارتخانہ کی جانب سے شائع کیا

جانے والا بلحاظت رسالہ ہے۔ اس رسالے کی ڈیزائننگ

ترجمان اور پرنٹنگ آفیسری پٹرز اسلام آباد سے ہوتی ہے۔

Background

Khabr-o-Nazar is a free magazine
Published by the U.S. Embassy in
Islamabad. The magazine is Designed
Translated and Printed at Agha Jee
Printers Islamabad.

**Change of Address and
Subscriptions**

Send change of addresses and
subscription requests to
infoisb@state.gov

اپنا پتہ تبدیل کرنے اور یہ رسالہ حاصل کرنے کیلئے:

اپنی جگہ کوئی اور پتہ ارسال کرنے کیلئے اس

ای میل پر درخواست کیجیں۔

ای میل: infoisb@state.gov

Letters to the Editor

Letters should not exceed 250 words
and should include the writer's name,
address and daytime phone number.
All letters become the property of
Khabr-o-Nazar. Letters will be edited
for length, accuracy and clarity.

مدیر کے نام آپ کے خطوط:

مدیر کے نام آپ کا خط اڑھائی سو الفاظ سے زیادہ نہیں

ہونا چاہئے۔ نیز اس میں لکھنے والے کا نام پتہ اور دن

میں ذرا استعمال دینے والا فون نمبر بھی درج ہونا چاہئے۔

آپ کی جانب سے موصول ہونے والے تمام خطوط

"خبر و نظر" کے ریکارڈ کا حصہ بنتے ہیں۔ اختصار، صحیح اور

وضاحت کیلئے ان خطوط کی کاپی جہازت کی جائے گی۔

Stay Connected

Khabr-o-Nazar News & Views
infoisb@state.gov

Phone: 051-208-0000

Fax: 051-227-8607

[http://islamabad.usembassy.gov/
pakistan/khabr_o_nazar.html](http://islamabad.usembassy.gov/pakistan/khabr_o_nazar.html)

Website: <http://islamabad.usembassy.gov>

ہمارے آن لائن روادا پٹ:

فون: 051-208-0000

فیکس: 051-227-8607

ویب سائٹ: islamabad.usembassy.gov



یوٹیوب

www.youtube.com/user/usembassyislamabad



فلکر

www.flickr.com/photos/usembassypak



ٹویٹر

www.twitter.com/usembislamabad



فیس بک

www.facebook.com/pakistanusembassy



My Trip to the U.S.A

میرا دورہ امریکہ

18



Living A Dream

خواب ہوا شرمندہ تعبیر

20



A Lifetime Experience
in the U.S.A

امریکہ میں زندگی
کا بہترین تجربہ

24



Twitter Tim's U.S.A
Road Trip

ٹویٹر ٹیم کا سڑک کے راستے
امریکہ کا سفر

27



Florida International
University

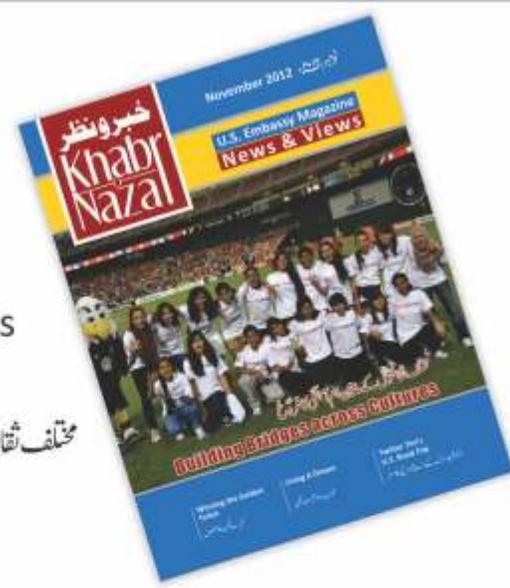
فلوریڈا بین الاقوامی یونیورسٹی

38

Table of Contents

Front Cover:
Building
Bridges across
Cultures

مختلف ثقافتوں کے مابین ہم آہنگی کا فروغ



فہرست مضامین

- 05 گوشہ مدیر Editor's Corner
- 06 سنہرے ٹکٹ کی جیت Winning the Golden Ticket
- 10 ہم سب مختلف کم اور مشابہ زیادہ ہیں We Are All More Similar Than We Are Different
- 12 طلباء کے ویزے آپ کو کیا جاننا چاہیے Student Visas: What You Should Know
- 15 ہمفرے میں گزارا گیا ایک سال My Humphrey Year
- 18 میرا دورہ امریکہ My Trip to the U.S.A.
- 20 خواب ہوا شرمندہ تعبیر Living A Dream
- 23 سوشل میڈیا میلہ Social Media Mela
- 24 امریکہ میں زندگی کا بہترین تجربہ A Lifetime Experience in the U.S.A.
- 27 ٹویٹر ٹیم کا سڑک کے راستے امریکہ کا سفر Twitter Tim's U.S. Road Trip
- 31 پی یو اے این کے سابقہ طلباء کا اجلاس 2012ء PUAN Alumni Reunion 2012
- 32 فلوریڈا: چمکتے سورج کی سرزمین، حیران کن ریاست Florida: Land of Sunshine, State of Surprise
- 38 فلوریڈا بین الاقوامی یونیورسٹی Florida International University

گوشہ مدیر Editor's Corner



Dear Readers:

First, let me begin by telling you how enthused I am to begin my tour of service here in Pakistan. In my first month, I have been delighted to be exposed to and learn about the culture and traditions of Pakistan. From its spicy curries, to its spectacular scenery to its myriad languages and societies, Pakistan is a diverse and colorful land. I look forward to spending more time exploring this great nation, as I believe that by learning about each other's cultures, we not only strengthen our ties but also demonstrate mutual respect and understanding.

The central goal of the Public Affairs section of U.S. Embassy Islamabad is to promote mutual understanding between Pakistan and America. To that end, we offer numerous programs and opportunities for Pakistanis to exchange ideas and maintain an open dialogue between our two countries. It is our belief that through these exchanges, both Pakistanis and Americans benefit greatly from sharing each other's knowledge and experience.

In this edition, we will be exploring the ways that we form "bridges between cultures" through these exchanges and shared experiences. Sharing culture and tradition is one of the many ways our two countries can learn more about one another. In this issue, you will hear from our alumni themselves as to how their program experience has affected their world view and their lives. We hope that you will enjoy hearing the voices of these alumni, and may be inspired to seek out similar opportunities yourself.

Remember, you don't need to hop on a plane to America to cross the bridge between cultures. With today's modern technology, you can learn about other societies and make connections with American contacts through a click of the mouse. As a starting point, check our Embassy Islamabad Facebook page, where an ever-growing community of Pakistanis and Americans are exchanging views in real time. We encourage you to explore the diversity of America, just as I hope to learn much more about the people, cultures, and traditions found in Pakistan.

As always, we look forward to hearing your thoughts and comments. We hope that you will find inspiration in this issue to explore your own way of bridging cultures and learning more about the USA.

Rian Harris

Rian Harris

Press Attaché

U.S. Embassy Islamabad

E-mail: infoisb@state.gov

Website: <http://islamabad.usembassy.gov>

محترم قارئین:

سب سے پہلے میں آپ کو بتانا چاہوں گی کہ میں یہ سلسلہ ملازمت پاکستان کا دورہ شروع کرتے ہوئے بہت خوشی محسوس کر رہی ہوں۔ پہلے ماہ کے دوران ہی مجھے پاکستانی ثقافت و کچھ کر اور اسکے متعلق سیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ اس کے مصالے دارساں سے لیکر اس کے قابل دید مناظر اور یہاں کی کئی زبانوں اور معاشروں تک پاکستان ایک متنوع اور رنگین سرزمین ہے۔ میں انتظار میں ہوں کہ اس عظیم قوم کے متعلق سیکھنے میں مزید وقت صرف کروں کیونکہ میرا یقین ہے کہ ایک دوسرے کی ثقافت کے بارے میں سیکھنے سے ہم نہ صرف باہمی رشتوں کو مضبوط کرتے ہیں بلکہ باہمی احترام اور افہام و تفہیم بھی پیدا کرتے ہیں۔ امریکی سفارتخانے اسلام آباد کے امور عامہ کے شعبے کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ پاکستان اور امریکہ کے درمیان باہمی افہام و تفہیم پیدا کرے۔ اس مقصد کے لئے ہم پاکستانیوں کو کئی مواقع اور پروگرام دے رہے ہیں تاکہ وہ خیالات کا تبادلہ کر سکیں اور دونوں ممالک کے درمیان آزادانہ مباحثہ جاری رکھ سکیں۔ ہمیں یقین ہے کہ ان تبادلوں کی بدولت پاکستانی اور امریکی دونوں ایک دوسرے کے علم اور تجربے کو گہیر کر کے بہت زیادہ مستفید ہو سکتے ہیں۔ اس شمارے میں ہم آپ کو بتائیں گے کہ ہم تبادلوں کے ان پروگراموں اور تجربات کے شہیر کرنے سے تہذیبوں کے درمیان فاصلوں کو کم کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کے تہذیب و ثقافت کو شہیر کرنا ان کئی طریقوں میں سے ایک طریقہ ہے جس کے ذریعے دونوں ممالک ایک دوسرے کے متعلق بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں اس شمارے میں آپ خود اپنے طلباء سے سنیں گے کہ کس طرح تبادلے کے پروگراموں نے دنیا کے متعلق ان کے نقطہ نظر اور ان کی زندگی کو متاثر کیا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ ان طلباء کی آوازیں سن کر آپ لطف اندوز ہوں گے اور آپ کو تحریک ملے گی کہ خود بھی اس طرح کے مواقع تلاش کریں۔

یاد رکھیے کہ تہذیبوں کے درمیان فاصلوں کو کم کرنے کے لیے ضروری نہیں کہ آپ جہاز میں بیٹھ کر امریکہ جائیں۔ آج کی جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے آپ دوسرے معاشروں کے متعلق سیکھ سکتے ہیں اور امریکہ میں اپنے دوستوں کے ساتھ کمپیوٹر کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔ شروعات کے طور پر اسلام آباد میں ہمارے سفارتخانے کی فیس بک کے صفحے کو دیکھیں جہاں پاکستانیوں اور امریکیوں کی بڑھتی ہوئی تعداد ہر وقت براہ راست خیالات کا تبادلہ کر رہی ہے۔ ہم آپ کو دعوت دیتے ہیں کہ امریکی تنوع کو جاننے کی کوشش کیجئے جیسا کہ میں خود امید رکھتی ہوں کہ پاکستانی لوگوں، ثقافتوں اور روایات کے متعلق زیادہ سے زیادہ جان سکیں۔ ہمیشہ کی طرح اب بھی ہم آپ کے خیالات اور تبصروں کے منتظر ہیں گے۔ ہمیں امید ہے کہ آپ کو اس شمارے سے تحریک ملے گی کہ آپ ثقافتوں کے درمیان فاصلوں کو کم کرنے اور امریکہ کو سمجھنے کے لئے خود اپنے طریقے بھی تلاش کریں گے۔

Rian Harris

ریان ہیرس

پریس اتاچی

امریکی سفارت خانہ، اسلام آباد

ای میل: infoisb@state.gov

ویب سائٹ: <http://islamabad.usembassy.gov>



سنہرے ٹکٹ کی جیت

Winning the Golden Ticket

محض دوسری خواتین کی کامیابی سے متفق ہونے پر اکتفا نہ کریں بلکہ اس پر اصرار کریں: گیل بلیک

“Don't just stand for the success of other women – insist on it.” - Gail Blanke

By Darakhshana Babar

This is the quote I read before I began my journey on the 21" of inspirational stories of skills. All 18 years of my television or heard acquaintances. But yes! it, my chance to walk on States of America, to ambassador. To sum it sequel of "Charlie and all got the golden from the host family, to Seattle, to preparing Green River unexplainable alongside Moroccans, Egyptians, Sudanese and Indians was a bonus, for in the time span of one month we



تحریر: درخشنا بابار
’یہ وہ قول ہے جو میں نے
اُس وقت پڑھا جب میں
نے 21 جون کو امریکہ جانے
کے لئے اپنے سفر کا آغاز کیا
تاکہ میں خواتین رہنماؤں کی
متاثر کن کہانیوں اور ان کی
رہنمائی کی صلاحیتوں کے
بارے میں جان سکوں۔ اپنی
18 سالہ زندگی میں میں نے
امریکہ کو صرف ٹیلی ویژن پر
دیکھا تھا یا اس کے متعلق
ولپس کہانیاں امریکہ میں
اپنے جاننے والوں سے سنی
تھیں۔ مگر ہاں اب میرے لئے موقع تھا کہ خود اسکا تجربہ کروں۔ میرے لئے موقع تھا کہ امریکہ کی

were educated about different nations and how we could live with each other. During this whole time the world anthem "we are one" would ring in my ears.

The college provided us with an evocative environment and activities. I'll only mention the course names as advice for readers. If you go to the U.S., please do experience the following: class lectures on women rights, public speaking and history of women, and zumba classes. The team building activities by the Ambassadors was the cherry on top of our experience. We saw for ourselves how career-oriented the women of America were by meeting with Suzette Cooke (Mayor of Kent WA), Barbara Madsen (Supreme court Justice), the female CEO of basketball team STROM, and female policewomen. It was an eye-opener for all us girls. By working at a food bank, we experienced leadership by service. Our visits to the Bill and Melinda Gates Foundation, World Vision, the YWCA and University of Washington, the most enchanting university, were truly amazing. The most touching and emotional experience of all was the women's panel discussion.

Finally, we visited the most prestigious places of Washington DC: Capitol Hill, The World War II Memorial, the Washington Monument, and the man who ended slavery in U.S, President Abraham Lincoln's memorial. We also visited the memorial of activist and leader of the African American civil rights movement, Martin Luther King, Jr.

And who would have thought that an average Pakistani girl would have a free pass to a ferry and cruise ride? We visited the



وسیع گلیوں میں گھوموں پھروں اور ثقافتی سفیر کی حیثیت سے پاکستان کی نمائندگی کروں۔ مختصر یہ کہ یہ سارا تجربہ "چارلی اور چاکلیٹ فیکٹری" کی طرح کا ایک سلسلہ تھا جہاں ہم سب کو سنہری ٹکٹ دستیاب ہو گئے۔ میزبان خاندان کی جانب سے خوش آمدی کئے اور گلے ملنے سے لے کر سیٹل کی گلیوں میں پاگلوں کی طرح دوڑنے تک اور اپنے آپ کو گرین ریور کمیونٹی کاٹج میں تربیت کے لئے تیار ہونے تک یہ سب ایک ناقابل بیان تجربہ تھا۔ مراکشی، مصری، سوڈانی اور ہندوستانی لوگوں کے ساتھ ایک خاندان کی طرح اکٹھے رہنا ایک اضافی خوشی کا باعث تھا کیونکہ ایک ماہ کے دوران ہمیں مختلف اقوام کے بارے میں اور ان کے ساتھ رہنے سہنے کے متعلق بتایا گیا تھا۔ اس تمام وقت کے دوران عالمی ترانہ "ہم ایک ہیں" (we are one) میرے کانوں میں گونجتا رہا۔

کاٹج نے ہمیں بالترتیب ماحول اور سرگرمیاں فراہم کیں۔ قارئین کے لئے ہدایات کے طور پر میں صرف

کورس کے ناموں کا ذکر کر رہی تھی۔ اگر آپ کا امریکہ جانا ہوا تو براہ مہربانی مندرجہ ذیل چیزیں ضرور دیکھیں خواتین کے حقوق پر کلاس میں لیکچر، خواتین کی تاریخ اور اجتماعات میں تقریریں اور عوامی زومبا کلاسز۔ سفیر کی جانب سے ٹیم بنانے کا تجربہ ہمارے لئے اضافی خوشی کا باعث بنا۔ میئر آف کیٹو، ہوزک کوک، سے باربرا میڈسن (سپریم کورٹ کی جج)، ہاسٹ ہال ٹیم اسٹروم کی چیف ایگزیکٹو آفیسر اور خواتین پولیس اہلکاروں سے ملکر ہم نے خود دیکھا کہ امریکی عورت کس طرح اپنا کیریئر بناتی ہے۔ ہم تمام لڑکیوں کے لئے یہ سب کچھ بہت حیران کن تھا۔ فوڈ بینک پر کام کرنے سے ہم نے خدمت





Kent festival and the Lavender festival. The craziest moments were river rafting on a very cold and misty day, hiking at Mount Rainer, and a spooky-yet-funny theater show by the Adams family. Then came the soothing moments, like our stay at the beach where I stood and thought to myself, "Is this place a slice of paradise or part of Earth?" Finally, there was the enthusiasm of the 4th of July spent with my loving host family, where the dark blue sky was covered with the colors of freedom. I stood on the deck and watched the majestic fireworks in awe.

کے ذریعے رہنمائی کا تجربہ بھی حاصل کیا۔ بل اور ملینڈا گنٹس فاؤنڈیشن ورلڈ ویٹرن اور واشنگٹن یونیورسٹی، سب سے دلچسپ یونیورسٹی، کا ہمارا دورہ بہت پر لطف رہا۔ سب سے جذباتی تجربہ خواتین کا گروہی مباحثہ تھا۔ آخر میں ہم نے واشنگٹن ڈی سی کی سب سے زیادہ باوقار جگہوں کو دیکھا جن میں کپیتل ہل، جنگ عظیم دوئم کی یادگار، یادگار واشنگٹن اور اس شخص کی یادگار جس نے امریکہ میں غلامی کا خاتمہ کیا (یعنی صدر ابراہم لنکن)۔ ہم نے سماجی حقوق کے لئے تحریک کے افریقی امریکی رہنما مارٹن لوتھر کنگ جونیئر کی یادگار کا بھی دورہ کیا۔

کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ ہوگا کہ ایک عام پاکستانی لڑکی کو کشتی اور تفریحی جہاز پر سفر کرنے کا مفت ٹکٹ بھی مل سکتا ہے۔ ہم نے کینٹ فیسٹول اور لیونڈرفیسٹول بھی دیکھا۔ سب سے عجیب گھات میں سرد اور دھندلی صبح کو دریا میں کشتی چلانا۔ ماؤنٹ ریڈ پر چڑھنا اور حیران کن مگر مزاح سے بھرپور تھیٹر



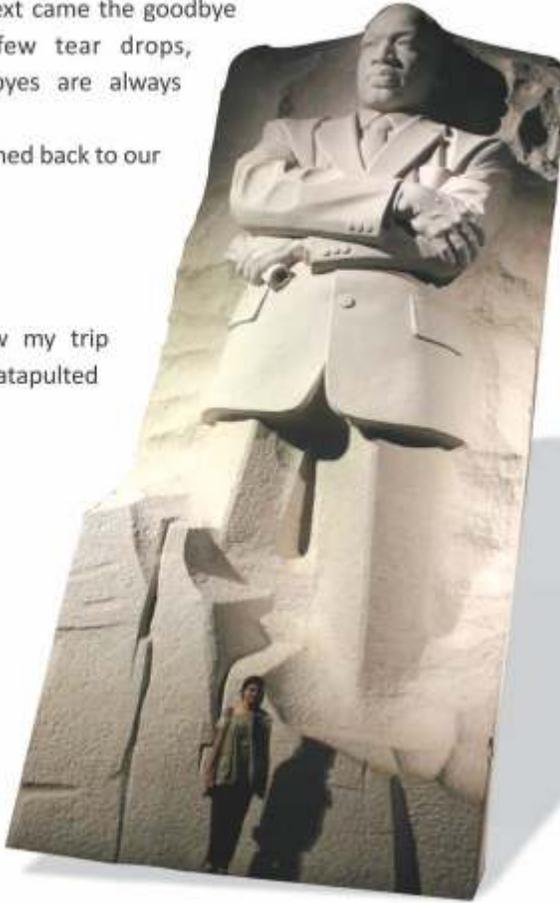
"...I thought to myself,
'there is nothing like
America."

"... میں نے سوچا کہ امریکہ کی طرح کی کوئی جگہ نہیں۔"

Our five-week program ended with a cultural day. Next came the goodbye hugs and a few tear drops, because goodbyes are always tough.

When we returned back to our parents, there awaited a big hug from my mom.

She asked how my trip was and I was catapulted six days back to the mystic roads of the U.S. and I thought to myself, "There is nothing like America".



Darakshana Babar, age 19, participated in the 2012 SUSI program

شامل تھا جو کہ ایڈمز فیملی نے دکھایا۔ پھر وہ سہانے لمحے آئے جب ساحل پر ہمارا قیام ہوا جہاں کھڑے ہو کر میرے ذہن میں سوال پیدا ہوا کہ کیا یہ جنت کا ایک ٹکڑا ہے یا زمین کا حصہ؟ آخر کار 4 جولائی کا گرمجوش دن بھی آیا جو میں نے اپنے میزبان خاندان کے ساتھ گزارا جہاں گہرا نیلا آسمان آزادی کے رنگوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ میں نے عرشے پر کھڑے ہو کر شاندار آتش بازی کا مظاہرہ حیرت کے ساتھ دیکھا۔

ہمارا پانچ ہفتوں کا پروگرام ایک ثقافتی دن کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ اگلے مرحلہ الوداعی ملاقاتوں اور آنسو بہانے کا تھا کیونکہ الوداعی ملاقاتیں ہمیشہ مشکل ہوتی ہیں۔ جب ہم اپنے والدین کے پاس پہنچے تو ہماری والدہ ہم سے بے تکلیف ہوئیں۔ انہوں نے میرے دورے کے متعلق پوچھا۔ یہ سوال مجھے چھ دن پہلے ماضی میں لے گیا جہاں مجھے امریکہ کی صاف سڑکیں نظر آنے لگیں اور مجھے خیال آیا کہ امریکہ کی طرح دنیا میں کوئی بھی جگہ نہیں ہے۔

"Next came the goodbye hugs and a few tear drops, because goodbyes are always tough"

د اگلے مرحلہ الوداعی ملاقاتوں اور آنسو بہانے کا تھا کیونکہ الوداعی ملاقاتیں ہمیشہ مشکل ہوتی ہیں۔

19 سالہ درخشانا بابر نے 2012ء کے SUSI پروگرام میں شرکت کی۔





ہم سب مختلف کم اور مشابہت زیادہ ہیں

We Are All More Similar Than We Are Different

By Faran Ali

As I was stepping on a foreign land for the first time in my life, my one dream of representing my country was becoming a reality. I was really happy about it, but deep inside me a fear existed, an unknown fear. The land was United States of America, the same land about which I rarely hear something good from my people. I didn't know exactly what to expect but the moment came and I came out of the plane to a different world (or so I thought). But nothing was felt different, everything looking familiar to me. Sure, people were wearing different clothes, had different hairstyles, and the environment was different but for some reason, it was not that different. As I went out from the airport my journey of discovering this new but familiar world started, but another extraordinary journey started too: a journey of discovering myself.

I was selected for The Benjamin Franklin Summer Institute with Central and South Asia 2012 along with six other Pakistani students, which was taking place at George Mason University in Fairfax, VA near Washington D.C. The program was not only with U.S. students, but also with students from Central Asia and India. I will tell you a little bit about the program: it was a highly academic program with topics like conflict resolution, international relations, and diplomacy. We learned how to be peaceful with each other and with ourselves, and how could we be a better leader to lead our people to prosperity. In this program, we had many field trips in and around Washington D.C., New York City, and Philadelphia.

My stay in the U.S. was totally different from any one here would expect. Like every Pakistani I had many stereotypes about Americans as they too had them about Pakistanis, but when we lived together we started to understand each other. We realized we all are the same human beings. I loved every moment being part of what was happening there. We had open discussions and arguments about every possible topic. I was experiencing diversity, self reliance, kindness, love, religion and much more.

تحریر: فاران علی

جب میں کسی بیرونی سرزمین پر پہلی دفعہ قدم رکھنے والا تھا تو میرا ایک خواب، کہ پاکستان کی نمائندگی کروں، حقیقت میں تبدیل ہو رہا تھا۔ میں بہت خوش تھا لیکن میرے اندر ایک انجانا خوف موجود تھا۔ یہ سرزمین ریاست ہائے متحدہ امریکہ تھی، وہی سرزمین جس کے متعلق میں نے اپنے لوگوں سے کوئی اچھی بات کم ہی سنی ہے۔ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ کیا کچھ ہونے والا ہے لیکن وہ لچھا آ گیا اور جیسے ہی میں جہاز سے اترتا ہوں نے ایک نئی دنیا دیکھی مگر کچھ بھی نیا نہ لگا اور ہر چیز جانی پہچانی لگی۔ یہ سچ ہے کہ لوگوں کا لباس مختلف تھا۔ ان کے بالوں کا انداز مختلف تھا، اور ماحول مختلف تھا، مگر کسی نامعلوم وجہ کی بنا پر ہر چیز میں اپنائیت تھی۔ جب میں ایئر پورٹ سے باہر نکلا تو اس نئی مگر جانی پہچانی دنیا کو دریافت کرنے کا سفر شروع ہوا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک اور غیر معمولی سفر بھی شروع ہوا اور یہ سفر تھا اپنے آپ کو دریافت کرنے کا۔

میرا انتخاب جنم فرینڈنگ سرانسیٹی ٹیوٹ کے لئے چھ دیگر پاکستانی طلباء کے ہمراہ وسطی اور جنوبی ایشیا سے 2012ء میں ہوا تھا۔ اس کا انعقاد ڈیفنس وی اے میں چارج سین یونیورسٹی نزد واشنگٹن ڈی سی ہو رہا تھا۔ یہ پروگرام صرف امریکی طلباء کے ساتھ ہی نہیں تھا بلکہ اس میں وسطی ایشیا اور ہندوستان سے بھی طالب علم شریک تھے۔ اس پروگرام کی مختصر روداد میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ یہ ایک تعلیمی پروگرام ہے جس میں تصادم کے حل، بین الاقوامی تعلقات اور سفارتکاری جیسے مضامین شامل تھے۔ ہم نے سیکھا کہ کس طرح ایک دوسرے کے ساتھ اور اپنے آپ کے ساتھ امن کے رہنا ہے اور ہم بہتر رہنا، ان کو اپنے لوگوں کو کس طرح خوشحالی کی جانب گامزن کر سکتے ہیں۔ اس پروگرام کے دوران ہم نے واشنگٹن ڈی سی، نیو یارک، اور فلوریڈا کے ارد گرد کے علاقوں کے دورے کئے۔

امریکہ میں میرا قیام کسی کی بھی توقعات سے مکمل طور پر مختلف تھا۔ ہر پاکستانی کی طرح امریکہ کے بارے میں میرے خیالات گئے بندھے تھے اور یہی حال پاکستان کے بارے میں امریکیوں کا تھا مگر جب ہم نے اکٹھے رہنا شروع کیا تو ہم ایک دوسرے کو سمجھنے لگے۔ ہمیں احساس ہوا کہ ہم سب ایک ہی نوع انسان ہیں۔ وہاں کی سرگرمیوں میں شرکت کر کے مجھے بہت خوشی ہوئی۔ ہمارے درمیان ہر موضوع پر کھلی بحث اور دلائل کا تبادلہ ہوا۔ وہاں پر مجھے تنوع، خود انحصاری، شفقت، پیار اور مختلف مذاہب کا تجربہ ہوا۔ اس فخر کے ساتھ کہ میری شناخت ایک پاکستانی کی تھی اور میں اپنے ملک کی نمائندگی کر رہا تھا

With the pride of representing my country and having one identity as a Pakistani, I learned about leadership, making decisions, being open to different opinions, and most importantly, about America. The American lifestyle, even with its disadvantages, has its own beauty. I discovered they have their own social values, different from ours and maybe not appropriate for us, but like every society it has its own uniqueness.

And how can I forget my host family? It was a very short stay but what an awesome stay it was. I discovered a different beauty in American family life. Despite of differences in our lifestyle, the love and kindness they gave to me and the way they tried to accommodate my needs will always stay in my memory.

As the days were passing, I hadn't realized that we were in a bond with each other. We all had a become family, close family, in discovering the U.S. together. In few days it became my world and I felt like I have been there for whole my life. But then, what none of us wanted happened: it was time for us to head back home. Our last day was full of emotions and tears. It was like our whole family suddenly just came to an end. But we'll never forget each other or the time we had with each other or the feeling of being on top of New York City or having a walking tour of Washington D.C. These experiences are one of our great assets which help me on my path and give hope to all of us. As my American colleague once said, "in the end we are all more similar than we are different."

Faran Ali participated in Benjamin Franklin Summer Institute program 2012

میں نے لیڈرشپ، فیصلہ کرنے کی اہلیت، دوسروں کی رائے سننے اور سب سے بڑھ کر امریکہ کے متعلق بہت کچھ سیکھا۔ امریکی طرز زندگی میں خامیوں کے باوجود بڑی خوبصورتی ہے۔ میں نے دیکھا کہ ان کی اپنی سماجی اقدار ہیں جو کہ ہماری اقدار سے مختلف ہیں اور ممکن ہے کہ ہمارے لئے یہ اقدار مناسب نہ بھی ہوں لیکن ہر معاشرے کی طرح امریکی معاشرے کی اپنی خصوصیت ہے۔

میں کسی طرح بھی اپنے میزبان خاندان کو بھلا نہیں سکتا۔ اگرچہ یہ ایک مختصر قیام تھا لیکن یہ بہت دلچسپ تھا۔ مجھے امریکی خاندانی نظام میں ایک قسم کی خوبصورتی نظر آئی۔ طرز زندگی میں اختلاف کے باوجود انہوں نے میرے ساتھ شفقت کا مظاہرہ کیا اور میری ہر ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش کی۔ ان کی یہ خوبی ہمیشہ کے لئے میری یادوں میں زندہ رہے گی۔

اگرچہ وقت گزر رہا تھا تاہم ہمیں احساس نہیں ہو رہا تھا کہ ہم کس طرح ایک رشتے میں جوے چارہ تھے۔ امریکہ کو جاننے کے سلسلے میں ہم سب ایک خاندان کی صورت اختیار کر گئے تھے۔ چند ہی دنوں میں یہی میری دنیا بن گئی اور مجھے محسوس ہونے لگا کہ میں ساری عمر وہیں رہا ہوں۔ گھر پھر وہی ہوا جو ہم نہیں چاہتے تھے، یعنی گھر واپسی کا وقت آیا۔ آخری دن جذبات اور آنسوؤں سے بھر پور تھا۔ ہمیں ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کہ ہم سب کا خاندان بکا یک ختم ہو گیا ہو۔ لیکن ہم نہ ایک دوسرے کو بھلائیں گے نہ اس وقت کو بھلائیں گے جو ہم نے اکٹھے گزارا اور نہ ہی نیویارک اور واشنگٹن ڈی سی میں اُس چہل قدمی کو بھلا پائیں گے جو ہم نے مل کر کی۔ یہ تجربات میرے لئے ایک ایسا اثاثہ ہیں جو ہر دستانے پر میری مدد کرتے ہیں اور یہ ہم سب کے لئے امید کا موجب ہیں۔ جیسا کہ میرے ایک امریکی ساتھی نے ایک دفعہ کہا تھا "آخر میں ہم سب مختلف کم اور مشابہ زیادہ ہیں۔"

فاران علی نے بنجمن فرانکلن سمر انسٹی ٹیوٹ پروگرام 2012ء میں شرکت کی تھی۔



IN THE CAUSE OF PEACE

طلباء کے ویزے:

آپ کو کیا جاننا چاہیے

Student Visas:

What You Should Know



By Joseph R. Schaller

The United States of America welcomes students from across the globe to study at our many institutions of higher education. According to the Open Doors report, 723,277 foreign students chose to study in the United States during 2010-2011, a record high! This brief article provides an overview of the types of non-immigrant visas (NIVs) for which students can apply and also contains a few recommendations to make the application process smoother.

There are three types of student visas: F-1, J-1, and M-1. All three visa types require a student to have a residence abroad (e.g. Pakistan) to which he/she plans to return after completing his/her studies. All three also require the applicant to complete an online NIV application form, DS-160, and pay the current application fee of \$160 before scheduling a visa interview. In addition, the prospective student must be able to demonstrate sufficient command of English to complete the course of study (unless the student is traveling to undertake English language instruction). He/she must demonstrate that he/she has sufficient funds to pay for at least the first year of their proposed course of study. Below are some specific requirements for each visa type:

F-1: Students in this category are seeking to complete a full course of academic study in the United States. Most often, F-1 visa applicants are planning to complete an associates, bachelors, or masters degree program. An F-1 visa requires the following documentation for application:

following documentation for application:

- Receipt indicating "Student & Exchange Visitor Information System" (SEVIS) registry and fee payment.
- I20 A or B: This form is issued by the school the student plans to attend and indicates the student's SEVIS status.
- Evidence of immediately available funds to pay for the program.

تحریر: جوزف آر شالر

ریاست ہائے متحدہ امریکہ تمام دنیا سے امریکہ میں عالی تعلیم کے اداروں میں حصول علم کے لئے آنے والے طلباء کو خوش آمدید کہتا ہے۔ "اوپن ڈورز" رپورٹ کے مطابق سال 2010-2011ء میں 723277 بیرونی طلباء نے حصول علم کے لئے امریکہ کا انتخاب کیا جو کہ ایک ریکارڈ تعداد ہے۔ اس مختصر مضمون میں آپ کو غیر تارک وطن ویزوں (NIVs) کی اقسام کے بارے میں بتایا جائے گا جن کے لئے طلباء درخواست دے سکتے ہیں۔ اس مضمون میں کچھ تجاویز بھی ہیں جن کی بدولت درخواست دینے کا عمل آسانی سے مکمل کیا جاسکے گا۔

طالب علموں کے لئے ویزوں کی تین اقسام ہیں یعنی F-1، J-1 اور M-1۔ ان تمام اقسام کے ویزوں کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ درخواست گزار امریکہ سے باہر (جیسے پاکستان میں) گھر ہو جہاں وہ اپنی تعلیم کی تکمیل کے بعد واپس جانے کا ارادہ رکھتا ہو۔ ان تینوں اقسام کے ویزوں کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ درخواست گزار NIV فارم DS-160 پُر کرے اور انٹرویو سے پہلے درخواست کے لئے مقررہ فیس مبلغ 160 ڈالر ادا کرے۔ اس کے علاوہ متوقع طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ اپنا مطالعاتی کورس پورا کرنے کے لئے اُسے انگریزی زبان پر عبور حاصل ہو۔ (جو طلباء انگریزی زبان سیکھنے کی غرض سے امریکہ جا رہے ہوں وہ اس شرط سے مستثنیٰ ہیں۔ طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ وہ ثابت کرے کہ اس کے پاس کم از کم پہلے سال کی فیس کی ادائیگی کے لئے رقم موجود ہے۔ ہر ویزے کے لئے مخصوص ہدایات درج ذیل ہیں۔

"F-1" اس کٹیگری کے طالب علم امریکہ میں تعلیم کا پورا کورس مکمل کرنا چاہتے ہیں۔ زیادہ تر F-1 ویزے کے لئے درخواست گزار ایسوسی ایٹ، بیچلر یا ماسٹر ڈگری پروگرام کی تکمیل کا ارادہ رکھتے ہیں۔ "F-1" کی درخواست کے لئے مندرجہ ذیل کاغذات کا ہونا ضروری ہے:

رسید جس پر Students Exchange Visitor Information System (SEVIS) درج ہو اور فیس ادا کی گئی ہو۔

I20 A or B: اس فارم کا اجراء اس سکول سے ہوتا ہے جس میں طالب علم پڑھنا چاہتا ہو اور اس سے طالب علم کا SEVIS Status ظاہر ہوتا ہے۔

Student Visas: What You Should Know

Note that simply being accepted by a school does NOT guarantee the issuance of a visa. The prospective student should demonstrate that he/she has carefully considered a range of U.S. institutions relevant to his/her interest(s). He/she will often have taken standardized examinations, like the SAT, ACT, GRE, or TOEFL at some point in the application process. It is the consular officer's role to determine whether the student meets the requisite criteria to obtain this type of visa.

J-1: Individuals in this category are typically exchange program participants and/or professionals visiting the United States for non-degree programs of more limited duration, although some programs funded by the United States government (e.g. Fulbright scholarships) may lead to the attainment of a specific degree. A J-1 applicant also requires the following documentation:

- Receipt indicating SEVIS registry and fee payment.
- "Certificate of Eligibility for Exchange Visitor (J-1) Status" (form DS-2019). This form can be obtained from the organization sponsoring your program.

Participation of J-1 exchange visitors is sometimes supported financially by either the United States government or by the participant's national government. Additionally, he/she may be studying in a field that his/her home country deems critical to its continued development. In such cases the applicant is subject to the "212(e)" rule, which means that he/she will be ineligible to receive an immigrant or employment visa to the United States for a period of two years following completion of their program. However, he/she is certainly welcome to travel to the United States as a tourist or for other purposes during this time.

M-1: Students in this category generally seek vocational and/or specialized training relative to their established skills.

M-1 students generally study at a post-secondary (i.e. beyond American high school level) vocational or business school, but not in a language training program. This visa type also requires the following documentation for application:

- Receipt indicating SEVIS registry and fee payment.
- I20 M: This form is issued by the school the student plans to attend and indicates the student's SEVIS status.
- Evidence of immediately available funds to pay for the program.

فوری طور پر ادا کی جانے والی رقم کی موجودگی کا ثبوت۔

یاد رکھیے کہ سکول کی جانب سے داخلہ ملنے کا مطلب ویزے کا یقینی ہونا نہیں ہے۔ متوقع طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ وہ ثابت کرے کہ اس نے اپنے مطالعے کے لئے مختلف امریکی اداروں کا بغور جائزہ لیا ہے۔ ممکن ہے کہ طالب علم نے درخواست دینے سے پہلے یا بعد GRE, ACT, SAT یا TOEFL کا امتحان دیا ہو۔ اس بات کا فیصلہ تو نسل کر کے لیا گیا ہے۔ طالب علم اس قسم کے ویزے کے حصول کے لئے درکار اہلیت رکھتا ہے یا نہیں۔

J-1 اس کٹیگری کے تحت آنے والے افراد تبادلے کے پروگرام کے شرکاء یا مختلف پیشوں سے منسلک لوگ ہوتے ہیں جو کہ مختصر وقت کے لئے، زندگی ڈگری کے حصول کے لئے امریکہ جاتے ہیں۔ اگرچہ ان میں سے ظہر ایٹ اسکالرشپ کی طرح کے کچھ پروگراموں کے لئے امریکی حکومت رقم فراہم کرتی ہے اور اس میں ڈگری کا حصول بھی شامل ہوتا ہے۔ J-1 درخواست گزار کے پاس مندرجہ ذیل کا ثبوت ہونا ضروری ہے۔

• رسید جس پر SEVIS رجسٹر ہوئی ہو اور فیس ادا کی گئی ہو۔

• Exchange visitor (J-1) status (forms D-2019) کے لئے اہلیت کا سرٹیفکیٹ۔ یہ فارم اس ادارے سے حاصل کیا جاسکتا ہے جو آپ کے پروگرام کی کفالت کر رہا ہو۔

J-1 exchange visitor کے شرکاء کی مالی معاونت بعض اوقات یا تو حکومت امریکہ کرتی ہے یا شرکاء کی اپنی قومی حکومت۔ مزید برآں طالب علم کسی ایسے شعبے میں تعلیم حاصل کر رہا ہو جسے اس کا ملک اپنی ترقی کے لئے ضروری سمجھتا ہو۔ ان حالات میں طالب علم پر "212(e)" اصول کا اطلاق ہوتا ہے جس کا مطلب ہے کہ اسے تکمیل تعلیم کے دو سال بعد تک کوئی بھی تارک وطن ویزہ یا امریکہ میں کام کرنے کا اجازت نامہ نہیں ملے گا۔ تاہم ان دو سالوں کے دوران اسے سیاح کے طور پر یا کسی اور مقصد کے لئے امریکہ آنے کی اجازت ہوگی۔

M-1 اس کٹیگری کے طلباء عام طور پر اپنی پہلے سے حاصل کردہ صلاحیت کے مطابق پیشہ ورانہ یا خصوصی تربیت یا دونوں حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ M-1 درجے کے طالب علم عام طور پر درمیانے درجے کے بعد پیشہ ورانہ یا تجارت سے متعلق تعلیم فراہم والے سکولوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں لیکن زبان کی تربیت کے حصول کے لئے داخلہ نہیں لیتے۔ اس قسم کے ویزے کے لئے بھی مندرجہ ذیل کا ثبوت درکار ہے:

• رسید جس پر SEVIS رجسٹری درج ہو اور فیس ادا کی گئی ہو۔

• I20 M: اس فارم کا اجراء وہی سکول کرتا ہے جس میں طالب علم داخلے کا ارادہ رکھتا ہو۔ یہ فارم طالب علم کا "SEVIS status" بھی ظاہر کرتا ہے۔

• فوری طور پر قابل ادا فیس کے لئے رقم کا ثبوت۔

عام طور پر سکول جسے طالب علم نے داخلے کے لئے پسند کیا ہو، بذات خود اہم نہیں ہوتا بلکہ اس کی اہمیت اس وجہ سے ہوتی ہے جس کے لیے طالب علم نے اسے داخلے کے لئے پسند کیا ہو۔ امریکہ میں ہزاروں ایسے بہترین تعلیمی ادارے ہیں جہاں اعلیٰ تعلیم دی جاتی ہے۔ ہمارا مشورہ ہے کہ پوری احتیاط

Student Visas: What You Should Know

In general, the particular school that a prospective student chooses to attend is not as important as why it was chosen. The United States has literally thousands of outstanding institutions of higher education. We recommend carefully selecting schools and programs that best match your current academic and future career interests. Finally, we urge student and exchange visitor visa applicants to apply for visas immediately upon receipt of the required forms noted above. It is always best to apply at least 90 days before any planned travel to the United States in order to allow time for administrative processing, if required. The following websites provide additional guidance regarding studying in the United States and outline the process of applying for a student or exchange visitor visa in more detail.

United States Educational Foundation in Pakistan:
www.usefpakistan.org

United States Embassy, Islamabad - Consular NIV section
webpage: http://islamabad.usembassy.gov/non-immigrant_visas.html

www.travel.state.gov/ (United States Department of State)

کے ساتھ سکولوں اور تعلیمی شعبوں کا انتخاب کریں تاکہ یہ آپ کی موجودہ تعلیمی قابلیت اور مستقبل کے مفادات کے مطابق ہو۔ آخر میں ہم طلباء اور تبادلے کی بنیاد پر دورہ کرنے والے افراد سے کہیں گے کہ متعلقہ فارم کے حصول کے فوراً بعد ویزے کے لئے درخواست دے دیں۔ بہتر ہے کہ امریکہ جانے کی تاریخ سے 90 دن پہلے ویزے کے لئے درخواست دیں تاکہ انتظامی کارروائی کے لئے مناسب وقت مل سکے۔

مندرجہ ذیل ویب سائٹس امریکہ میں حصول تعلیم کے سلسلے میں آپ کی رہنمائی کرتی ہیں۔ یہ ویب سائٹس طالب علموں اور تبادلہ پروگراموں میں شرکت کرنے والوں کو درخواست دینے کے عمل کے طریقوں کے متعلق بھی معلومات فراہم کرتی ہیں۔

United States Educational Foundation in Pakistan:

www.usefpakistan.org

United States Embassy, Islamabad - Consular NIV section

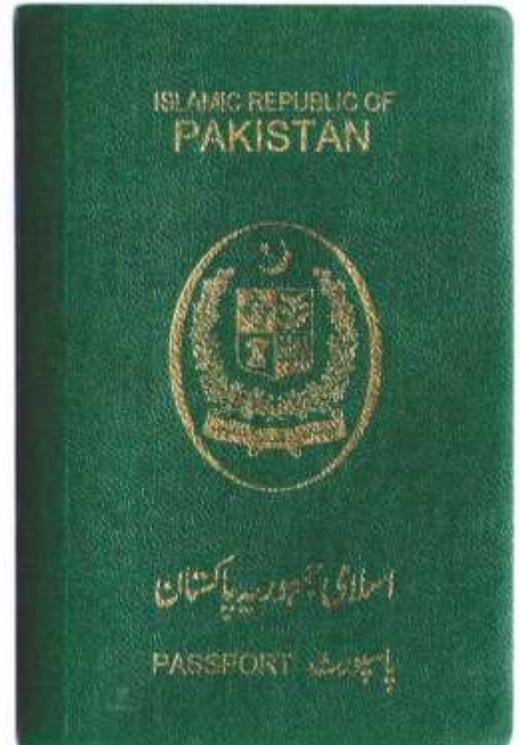
webpage:

http://islamabad.usembassy.gov/non-immigrant_visas.html

www.travel.state.gov/ (United States Department of State)

Joseph R. Schaller works as Consular Officer at U.S. Embassy Islamabad

جوزف آر۔ شلر امریکی سفارتخانہ اسلام آباد میں بطور قنصلر آفیسر کام کرتے ہیں





By Lubna Thomas Benjamin

تحریر: لبنی تھامس بینجمن

اگر یہ بات میرے ذہن میں آسکتی ہے تو میرا دل بھی اس پر یقین کر سکتا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ میں اس میں کامیاب ہو سکتا ہوں: جیسی جیکسن

"If my mind can conceive it, my heart can believe it; I know I can achieve it!" Jesse Jackson

If I would say from June 2011 to June 2012 was the best year of my life, then it would not be exaggeration. I could ask for nothing more in my five years of professional experience than to get selected for the Humphrey Fellowship. It is thus far the biggest achievement of my life to be offered this prestigious fellowship by the U.S. State Department. The one year I spent in the U.S. as a Humphrey Fellow has not only made me a refined professional, but also a better person.

After my selection as a Humphrey Fellow, I was placed in the Walter Cronkite School of Journalism and Mass Communications at the University of Arizona. I had the honor to represent my country as a first Pakistani female journalist ever to attend the Walter Cronkite School. I am so honored to have studied in a school with such a high standard of journalism. My experience of studying with journalism students and the way those students would complete their assignments was a big learning experience for me. So many times, I realized how such kind of journalism schools in Pakistan can make a positive contribution in the field of journalism. The way in which the students were assigned tasks is the same as the way we do the

اس بات میں کوئی مبالغہ نہ ہو گا اگر میں یہ کہوں کہ جون 2011ء سے جون 2012ء تک کا وقت میری زندگی کا بہترین سال تھا۔ میری پانچ سالہ پیشہ ورانہ زندگی میں میری سب سے بڑی خواہش یہی تھی کہ مجھے ہمفرے کالج میں پڑھنے کا موقع ملے۔ ابھی تک میری زندگی کی سب سے بڑی کامیابی یہی ہے کہ امریکی وزارت خارجہ نے مجھے ممتاز تعلیمی ادارے ہمفرے کالج میں پڑھنے کا موقع فراہم کیا۔ ایک سال جو میں نے ہمفرے کالج میں ایک طالب علم کی حیثیت سے گزارا ہے نہ صرف میری پیشہ ورانہ صلاحیت کو نکھارا بلکہ مجھے ایک بہتر انسان بھی بنایا۔

ہمفرے کالج کے لئے میرے چناؤ کے بعد مجھے ایریزونا یونیورسٹی کے والٹر کرونگائیٹ کالج میں صحافت اور ابلاغ عامہ کے شعبے میں داخل کیا گیا۔ مجھے یہ اعزاز بھی حاصل ہوا کہ میں پہلی پاکستانی خاتون صحافی تھی جس نے کبھی کرونگائیٹ کالج میں پڑھا۔ مجھے فخر ہے کہ میں نے ایک ایسے سکول میں تعلیم حاصل کی جہاں صحافت کی تعلیم کا معیار نہایت اعلیٰ تھا۔ صحافت کے طلباء کے ساتھ پڑھنا اور یہ دیکھنا کہ وہ اپنا کام کس خوبی سے کرتے تھے، میرے لئے سیکھنے سے بھرپور تجربہ تھا۔ اس لئے بار بار میرے ذہن میں یہ خیال آیا کہ ایسے سکول پاکستان میں صحافت کے حوالے سے کتنا مثبت کردار ادا کر سکتے ہیں۔ طلباء کو جس طرح کام دیا جاتا ہے وہ ایسے ہی ہے جیسے ہم پیشہ ور صحافیوں کی طرح کام کرتے ہیں۔ سیکھنے کے اس عمل کے ایک حصے کے طور پر میں نے تین امریکی گریجویٹ طلباء سے مل کر میں منٹ کا ایک دستاویزی پروگرام بنایا اور اس کی میزبانی کی۔

work as professionals. As a part of this learning process, I anchored and produced a 20-minute documentary with three American graduate students.

During my one year in the U.S., I also came to discover how tolerant society was. So many times, when I talked to the students or had discussions, I felt that the Americans liked to listen to the opinion of others. The level of respect and acceptance for other cultures and religions in American society compelled me to think about how we can have a tolerant society, if we also develop the tendency to listen and not necessarily just accept others' opinion. This is what I really miss a lot, and I often talk about this with my friends and colleagues. I also found that the people were very curious about some different aspects of Pakistan. I have even written a research paper during my stay in UC-Davis on the subject.

The memories of Humphrey Seminar are still fresh in my mind. When our curator talked about leadership, I realized I had previously held only one concept of a leader and that was just related to politicians. The thought that we were all leaders in one way or the other has inculcated in me many attributes which I use during my work and which rejuvenate the Humphrey spirit within me. These words of Neville Isdell, former CEO of Coca Cola always uplift my courage: "There are a lot of difficult situations, but if you shine, you can get through them."

Another part of the Humphrey Year was professional development and affiliations. I spent a few weeks with local affiliates of FOX and NBC news in Phoenix, Arizona. The journalists I met were always surprised to hear about the growth of media industry in Pakistan, especially in the news channels. But what I achieved as a part of my final professional affiliation and which was the poignant experience was my six-week professional internship with CNN in its headquarters Atlanta, Georgia. Working with CNN has impacted me in so many ways, and what I learned in CNN will have a long-lasting impact on my professional life.



امریکہ میں میرے ایک سال کے قیام کے دوران مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ امریکی معاشرہ کتنا برداشت والا معاشرہ ہے۔ میں نے جب بھی کسی طالب علم سے بات کی تو مجھے احساس ہوا کہ امریکی دوسروں کی آراء کو سننا پسند کرتے ہیں۔ امریکی معاشرے میں دیگر تہذیبوں اور مذاہب کے حوالے سے برداشت کا معیار دیکھ کر میں سوچنے پر مجبور ہوئی کہ ہم کس طرح ایک برداشت والا معاشرہ بنا سکتے ہیں اور یہ کہ ہم دوسروں کی بات سنیں ضروری نہیں کہ ہم انکی آراء کے ساتھ اتفاق کریں۔ یہی وہ چیز ہے جو مجھے یہاں نہیں ملتی اور اس کے بارے میں میں اکثر اپنے دوستوں اور ساتھیوں سے بات کرتی رہتی ہوں۔ مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہاں کے لوگ پاکستان کے متعلق مختلف چیزوں کے بارے میں جاننے کے خواہش مند تھے۔ میں نے اپنے UC-Davis کے قیام کے دوران اس عنوان پر ایک مضمون بھی لکھا۔

ہمفرے سیمینار کی یادیں اب بھی میرے ذہن میں تازہ ہیں۔ جب ہمارے استاد نے رہنمائی کے متعلق بات کی تو مجھے احساس ہوا کہ اس سے قبل میرے ذہن میں رہنما کا صرف ایک تصور تھا اور یہ تصور صرف سیاستدانوں تک محدود تھا۔ یہ سوچ کہ ہم میں سے ہر ایک کسی نہ کسی طرح رہنما ہے، نے

میرے اندر کئی خوبیاں پیدا کی ہیں جنہیں میں اپنے کام میں استعمال کرتی ہوں اور جو مجھ میں ہمفرے کالج کا جذبہ زندہ کرتی ہیں۔ کونکولا کے سابق چیف ایگزیکٹو آفیسر نیوٹی اسڈل کے یہ الفاظ ہمیشہ میرے حوصلے کو بڑھاتے ہیں "مشکل حالات بہت آتے ہیں لیکن اگر آپ ہمت کریں تو آپ ان پر قابو پا سکتے ہیں"۔

ہمفرے کالج میں گزرے سال

کا ایک حصہ پیشہ ورانہ ترقی اور کسی ادارے سے منسلک ہونے کے بارے میں تھا۔ میں نے ایریزونا میں این بی سی اور فاکس سے منسلک کچھ مقامی افراد کے ساتھ چند ہفتے گزارے۔ جن صحافیوں سے میں ملی وہ پاکستان میں ابلاغ عامہ کی صنعت کی ترقی خاص طور سے نیوز چینل کا سن کر حیران ہوئے۔ مگر جو کچھ میں نے حاصل کیا وہ تھا سی این این کے ساتھ میرے چھ ہفتے پر محیط پیشہ ورانہ تربیت جو اس کے ہیڈ آفس اٹلانٹا، جارجیا میں دی گئی۔ سی این این کے ساتھ کام کر کے میں بہت متاثر ہوئی اور اس کا اثر میری پیشہ ورانہ زندگی پر تا دیر رہے گا۔ میں نے سماجی خدمت میں بھی حصہ لیا جس کی میں ہمیشہ سے شوقین رہی ہوں۔ گرجے میں وقت گزار کر اور کرسس اور ایسٹر پر لوگوں کی خدمت کر کے مجھے ایک خوشگوار تجربہ حاصل ہوا۔ اس سے مجھے سبق ملا کہ معاشرے کے کمزور طبقات کا احساس کرنا چاہیے اور یہ کہ کس طرح ہم ضرورت مندوں کی مدد کر کے انکی زندگیوں کو بہتر بنا سکتے ہیں۔ ایریزونا ٹیلیویژن یونیورسٹی میں ہمارا گروپ، جو کہ دس افراد پر مشتمل تھا، میں اصرار سے محروم بچوں کے ساتھ ایک سرگرمی میں حصہ لیا۔ جب ہم انکو ایک چڑیا گھر

I was also involved in community services that I had always yearned to do. Spending time with the church and helping others, especially on Christmas and Easter Eve, was a pleasant experience. It taught me how being sensitive to the depressed segments of society can help to ameliorate the lives of many who need help. Our group of ten people at Arizona State University also participated in an activity with blind children where we helped blind children visit animals at a petting-zoo and uproot vegetables in their garden. The smiles our support brought to the faces of those children gave all of us an inexplicable pleasure. All this has left a strong imprint on my mind.

I also attended different journalism conferences during my Humphrey year; most prominent were the "Excellence in Journalism" conference in New Orleans and the "National Association of Broadcasters" conference in Las Vegas. These conferences have broadened my horizon not only in the field of journalism, but also into the world of technology. Attending these conferences, I learned about digital and social media. I became aware of the fact that journalism is evolving and how important it is to be acquainted with these innovations. I think now, I am more technologically equipped with better sense as to how to remain connected with new innovations in global technology.

The Humphrey fellowship was a complete package for me and I have no doubt that my fellow Humphrey Fellows would agree with me. Our transition into American society was facilitated by mentors, host families, and our director. It was my first international travel. I have never lived without my family, but all that was possible due to the love and support I had received from the friends I made there. I am so delighted to have them connected with me. I also learned that we share some similar cultural values when it comes to respect of relationships and celebrations of national and religious events.

Now back in Pakistan, I feel very blessed to have gained so much knowledge. I also feel proud to serve my country after a year of learning on the Hubert H. Humphrey Fellowship in the U.S. It is certainly a lifetime privilege. I wish to implement what I learned as I progress in my work. I know there will be many challenges, yet the words of Steve Jobs still resonate in my mind: "We try to use the talents we have to express our deep feelings to show our appreciation of all the contributions that came before us, and

Lubna Thomas Benjamin is a producer at Geo television and Hubert H. Humphrey Fellow 2011-12

دکھانے لے گئے اور کھیت سے سبزیاں توڑنے میں انگی مدد کی۔ ہماری مدد سے ان بچوں کے چہروں پر جو مسکراہٹ آئی اس سے ہمیں ناقابل بیان خوشی ملی۔ اس سے میرے ذہن پر ایک نقش ثبت ہوا۔ میں نے ہمزے کا لُج کے ایک سال کے دوران کئی صحافتی کانفرنسوں میں بھی حصہ لیا۔ ان میں سے سب سے نمایاں "Excellence in Journalism" جو کہ نیو اور لینز میں ہوئی اور "National Association of Broadcasters" کانفرنس تھی جو کہ لاس ویگاس میں ہوئی۔ ان کانفرنسوں سے نہ صرف صحافت بلکہ ٹیکنالوجی کے میدان میں بھی میرے علم میں اضافہ ہوا۔ ان کانفرنسوں میں حصہ لے کر میں نے ڈیجیٹل اور سماجی میڈیا کے متعلق سیکھا۔ مجھے اس حقیقت کا احساس ہوا کہ صحافت فروغ پذیر ہے اور یہ کہ ان جدتوں سے باخبر ہونا بہت ضروری ہے۔



میرا خیال ہے کہ اب میں ٹیکنیکی طور پر بہتر اور انداز میں لیس ہوں اور جانتی ہوں کہ عالمی ٹیکنالوجی کے ساتھ کس طرح رابطہ رکھ سکتی ہوں۔ ہمزے میں پڑھائی میرے لیے ایک کھل کا میاں تھی اور مجھے کوئی شک نہیں کہ ہمزے کا لُج کے میرے ساتھی مجھ سے اس بات پر اتفاق کریں گے۔ امریکی معاشرہ میں ہمارا سفر ہمارے اساتذہ، میزبان خاندانوں اور ہمارے ڈائریکٹرز نے آسان بنا دیا۔ یہ میرا پہلا بین الاقوامی سفر تھا مگر یہ سب کچھ میرے ان دوستوں کے پیار اور مدد کی وجہ سے ممکن ہوا جو میں نے وہاں بنائے۔ ان کے ساتھ رابطے میں رہ کر میں بہت خوش ہوتی ہوں۔ میں نے یہ بھی سیکھا کہ ہمارے درمیان کچھ تہذیبی اقدار ملتی ہیں خاص طور پر رشتے داروں کے احترام اور قومی اور مذہبی تہواروں کے حوالے سے۔

اب پاکستان واپس آ کر میں بہت خوش ہوں کہ میں نے اتنا کچھ سیکھا۔ مجھے اس پر بھی فخر ہے کہ ہیورٹ۔ ایچ۔ ہمزے میں ایک سال پڑھنے کے بعد اپنے ملک کی خدمت کروں۔ یہ یقینی طور پر زندگی بھر کا اعزاز ہے۔ میری خواہش ہے کہ وہ سب بروئے کار لائیں جو کچھ میں نے وہاں سیکھا۔ مجھے معلوم ہے کہ مشکلات ہوتی گی لیکن سٹیو جاب کے الفاظ میرے کانوں میں گونجتے ہیں "ہم کوشش کرتے ہیں کہ اپنی صلاحیتوں کو اپنے جذبات کے اظہار کے لیے استعمال کریں ان تمام اچھے کاموں کی تعریف کریں جو ہم سے پہلے ہوئے ہیں اور ان میں اپنی طرف سے کچھ اضافہ کریں۔"

یہی کچھ مجھے کام پر آمادہ کرتا ہے۔

لیٹی ٹھامس بنجمن جیو ٹی وی میں پروڈیوسر ہے اور ہمزے کا لُج 2011-12 کی طالبہ رہی ہے۔

"The one year I spent in the U.S. as a Humphrey Fellow has not only made me a refined professional but also a better person."

"امریکہ میں ہمزے کی فیلولو کی حیثیت سے ایک سال گزارنے سے میں نہ صرف منجھی ہوئی پیشہ ور ماہر بن گئی ہوں بلکہ میں اب ایک بہتر انسان بھی ہوں۔"

My Trip to the U.S.A.

میرا دورہ امریکہ

"I'd had different stereotypes in my mind about the people of America. I had thought it was all about politics, but the reality is different. The treatment from the American people was not what I expected. They are very nice and loving people."

” میرے ذہن میں امریکی لوگوں سے متعلق مختلف گئے بندھے خیالات تھے۔

میرا خیال تھا کہ سب سیاست ہے مگر حقیقت کچھ اور نکلی۔ امریکی لوگوں نے جس طرح ہماری آؤ بھگت کی اس کی مجھے بالکل توقع نہیں تھی۔ امریکی بہت اچھے اور پیار کرنے والے لوگ ہیں۔“

By Rafia Khattak

For many days, I was planning to write something about my experience with the Benjamin Franklin Summer Institute for South and Central Asia. I decided that writing an article to share my experience would be the best way. There were seven students from Pakistan which went on our program.

My dream to visit to America was fulfilled by this program. I spent one month there. I'd had different stereotypes in my mind about the people of America. I had thought it was all about politics, but the reality is different. The treatment from the American people was not what I expected. They are very nice and loving people.

I considered studying in the U.S. after spending one month there. In my program, we learned about very interesting topics like social media which showed us more about social interaction. Other topics were about conflict analysis and conflict resolution, like how to resolve a fight between people.



تحریر: رافیا خٹک

کئی دنوں سے میرا ارادہ تھا کہ بنجمن فرینکلن سمر انسٹی ٹیوٹ برائے جنوبی اور وسطی ایشیا کے متعلق اپنے تجربات کے بارے میں کچھ لکھوں۔ میں نے فیصلہ کیا کہ دوسروں کے ساتھ اپنے تجربات شیئر کرنے کے لئے مضمون لکھنا سب سے اچھا طریقہ ہے۔ پاکستان سے سات طالب علم اس پروگرام میں شرکت کے فرض سے امریکہ گئے تھے۔

دورہ امریکہ کا میرا خواب اس پروگرام کے ذریعے پورا ہوا۔ میں نے وہاں ایک مہینہ گزارا۔ میرے

ذہن میں امریکی لوگوں سے متعلق مختلف گئے بندھے خیالات تھے۔ میرا خیال تھا کہ سب سیاست ہے مگر حقیقت کچھ اور نکلی۔ امریکی لوگوں نے جس طرح ہماری آؤ بھگت کی اس کی مجھے بالکل توقع نہیں تھی۔ امریکی بہت اچھے اور پیار کرنے والے لوگ ہیں۔ امریکہ میں ایک ماہ گزارنے کے بعد میں نے وہاں تعلیم حاصل کرنے کے متعلق سوچا۔ پروگرام کے دوران ہم نے سوشل میڈیا یا جیسے دلچسپ موضوعات کے متعلق بہت کچھ سیکھا جس سے ہمیں سماجی رابطوں کے متعلق جاننے میں مدد ملی۔ دوسرے موضوعات



“I learned about team work, how to present your views, and ideas on how to create confidence in ourselves.”

” میں نے ٹیم ورک سے متعلق اپنے نظریات دوسروں تک پہنچانے کا فن اور اپنے اندر اعتماد پیدا کرنے کے طریقے سیکھے۔“

There were also topics on environmental sustainability, democracy and governance. When I got back home I realized that I should continue my study on these topics, so I will do this.

I learned about team work, how to present your views, and ideas on how to create confidence in ourselves. I think activities and tours were the best part of my program. We had tours to famous places in Washington D.C, in Philadelphia, and in New York City. I was very lucky to be one of the participants from my country in BFSI program. I have respect in my heart for all those people to whom I met there. I love them all and I really like America.

Rafia Khattak, age 17, participated in the Benjamin Franklin Summer Institute 2012 program

میں ہنگلوں کا تجربہ اور تصادم کا حل تلاش کرنا، یعنی قوموں کے درمیان جنگ و جدل کو کیسے ختم کرنا ہے، جیسے موضوعات شامل تھے۔ ساحریاتی بقاء، جمہوریت اور مکرانی سے متعلق موضوعات بھی تھے۔ جب میں گھر واپس آئی تو مجھے احساس ہوا کہ مجھے یہ موضوعات پڑھنے چاہئیں اور اب میں یہی کرو گئی میں نے ٹیم ورک سے متعلق اپنے نظریات دوسروں تک پہنچانے کا فن اور اپنے اندر اعتماد پیدا کرنے کے طریقے سیکھے۔ میرا خیال ہے کہ یہ دورہ اور اس کے متعلق سرگرمیاں میری زندگی کا بہترین حصہ ہیں۔ ہم نے واشنگٹن ڈی سی، فلاڈلفیا اور نیویارک کے مشہور مقامات کی سیر کی۔ مجھے اس بات کی بہت خوشی تھی کہ میں بی ایف ایس آئی کے پاکستانی شرکاء میں سے ایک تھی۔ میرے دل میں ان تمام لوگوں کے لئے عزت و احترام کے جذبات ہیں جن سے میں وہاں ملی۔ مجھے ان سب سے پیار ہے اور امریکہ مجھے بہت پسند ہے۔

سترہ سالہ رافہ خٹک نے ٹیم فرینکلن سمراسٹیٹیٹ پروگرام 2012ء میں شرکت کی تھی۔





LIVING A DREAM

خواب ہوا شرمندہ تعبیر

By Sara A. Malik

My journey started on the day when I was walking down the corridors of my university, making my way to class as I listened to music. I spotted a group of girls lined up outside a professor's office. I went up to them to meet the women of America, where women from all over the world would be participating! I wished her the best of luck on her application, but while walking to my class an inner voice hit me – there is so much I can do with my life if I only give myself a chance. At this thought I turned around, took my place in that line, and decided that I would give it a shot no matter what.

The day came when I got a call from the U.S. Embassy, telling



تحریر: سارہ اے ملک
میرا سفر اس دن شروع ہوا جب میں یونیورسٹی کی راہداری سے ہو کر مناسبتی سنتے ہوئے کلاس کی طرف جا رہی تھی۔ میں نے سوچا کہ لڑکیوں کا ایک گروہ ایک پروفیسر کے کمرے کے سامنے قطار میں کھڑا تھا۔ میں ان کے پاس گئی اور ان سے پوچھا کہ ایک لڑکی نے مجھے خواتین کے لیڈرشپ پروگرام کے بارے

میں بتایا جس کے لئے وہ درخواست دے رہی تھی۔ یہ تبادلے کا ایک پروگرام تھا جسے امریکہ میں ہونا تھا اور جس میں ساری دنیا سے خواتین نے شرکت کرنی تھی۔ میں نے اس کی درخواست کے سلسلے میں اسے دعا دی لیکن کلاس کی جانب جاتے ہوئے میرے اندر سے آواز ابھری ”میں زندگی میں بہت کچھ کر سکتی ہوں بشرطیکہ میں مواقع کا استعمال کروں۔“ یہ سوچ کر میں واپس مڑی اس قطار میں کھڑی ہو گئی اور فیصلہ کیا کہ نتائج کی پروا کیے بغیر کوشش ضرور کروں گی۔

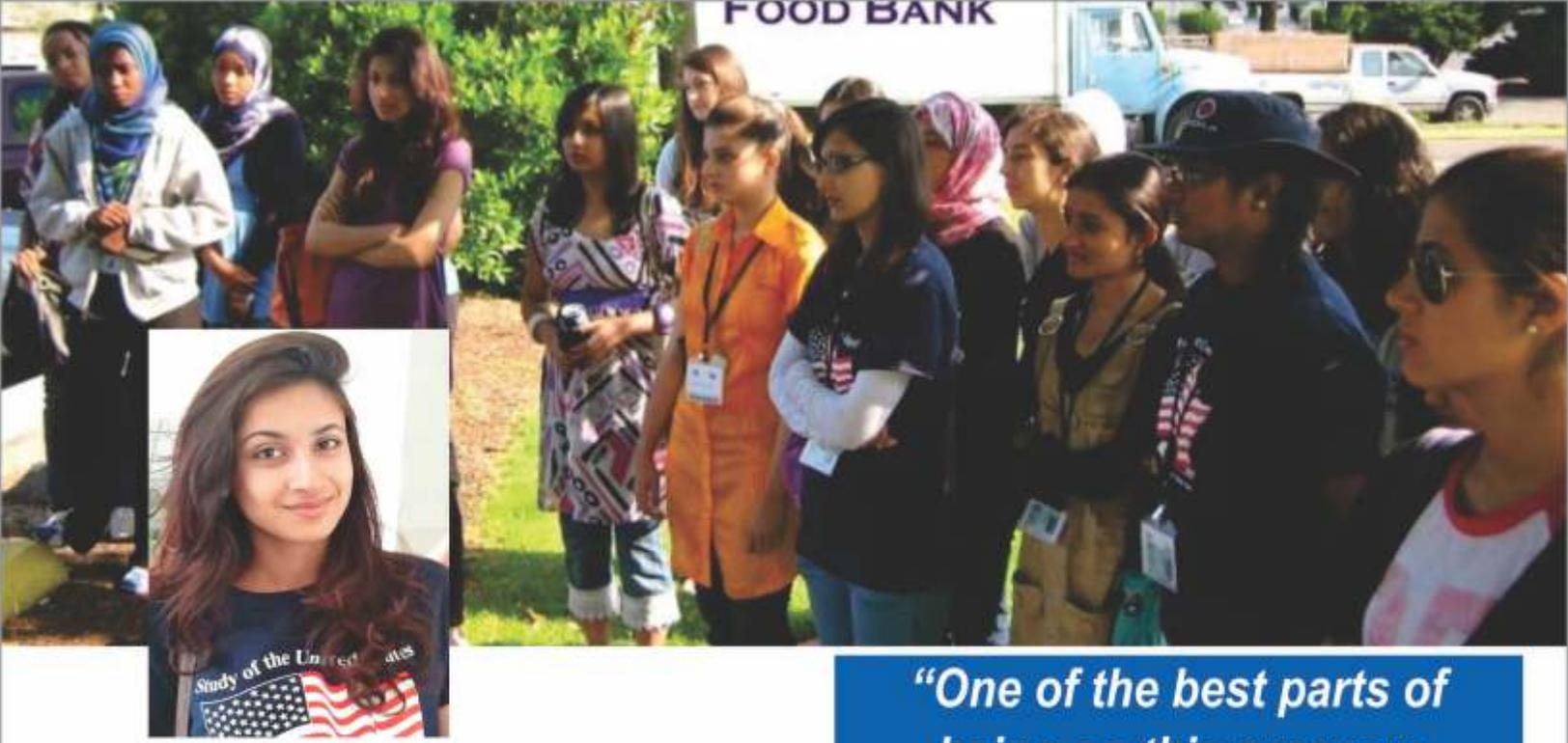
me that I had been selected for the Fulbright summer semester. At first I thought the lady on the other end of the line must have been joking – and I even asked her if she was. She laughed and said no, and it was the happiest and most unbelievable moment of my life – I, Sarah Malik, would be travelling to another country for the first time to learn things I could never learn otherwise. It was the most beautiful feeling I had felt in a very long time. Soon I found myself on the plane, trying to recall all the movies I had seen about America. I would be living a dream in just a few hours! I was placed in Washington state, and did not at the time fully appreciate how big America was (and that I was just on one corner of it). But it was a beautiful corner – I enjoyed every



وہ دن بھی آیا جب مجھے امریکی سفارتخانے سے فون آیا کہ نفل برائنٹ سمر سمسٹر کے لئے میرا انتخاب ہو چکا تھا۔ پہلے پہل مجھے ایسا لگا کہ فون پر گفتگو کرنے والی خاتون مذاق کر رہی تھی یہاں تک میں نے اس سے پوچھا کہ کہیں وہ مذاق تو نہیں کر رہی تھی۔ وہ ہنسی اور کہا کہ نہیں اور یہ میری زندگی کا سب سے خوش اور ناقابل یقین لمحہ تھا۔ میں سارا ملک کسی دوسرے میں پہلی دفعہ جاؤں گی اور وہاں پر وہ کچھ سیکھوں گی جو میں ویسے نہیں سیکھ سکتی تھی۔ کافی عرصے سے یہ احساس میرا خوشگوار ترین احساس تھا۔ جلد ہی میں نے اپنے آپ کو جہاز میں پایا اور اس دوران کوشش کرتی رہی کہ امریکہ کے متعلق دیکھی گئی فلموں کو ذہن میں لاؤں۔ کچھ ہی گھنٹوں میں میرا خواب حقیقت بننے والا تھا۔ مجھے واشنگٹن میں ٹھہرایا گیا اور فوری طور پر مجھے احساس نہ ہوا کہ امریکہ کتنا بڑا ملک ہے (اور یہ کہ میں امریکہ کے صرف ایک کونے میں تھی) مگر یہ ایک خوبصورت کونہ تھا۔ میں وہاں گزارے گئے ہر لمحے سے لطف اندوز ہوئی۔ اگرچہ ماحول کچھ تعطیلات والا تھا لیکن پھر بھی میرے تجربے میں اضافہ ہوا اور میں نے اس سے بہت کچھ سیکھا۔ مجھے پاکستان سے آئی ہوئی خواتین میں ایک ایسی مضبوط خاتون رہنما سمجھا جانے لگا جو اپنے ملک میں مزید رہنماؤں کو آگے لانے کا باعث ہوگی۔ مجھے اپنے آپ میں کئی ایک ایسی صلاحیتیں نظر آئیں جس کے متعلق مجھے پہلے معلوم نہیں تھا اور مجھے مختلف ہونے اور زیادہ قوی ہونے کا احساس ہوا۔ پروگرام کے اختتام پر میں وہ پہلی والی فرد بنیں رہی تھی، مجھ میں بہت مثبت تبدیلیاں آچکی تھیں۔ امریکہ میں گزارے گئے دن، دوست جو میں نے دیکھے، مقامات جہاں میں گئی، کلاسز جن میں شامل ہونا

میرے لئے خوش قسمتی تھی، سب نے نہ صرف میری تعلیمی زندگی، بلکہ میری ذاتی زندگی پر بھی گہرے اثرات چھوڑے۔ میں نے سیکھا کہ کس طرح پُرسکون رہا جائے۔ میں نے سیکھا کہ لوگوں کے ساتھ فرد کی حیثیت سے سلوک روا رکھا جائے۔ میں نے سیکھا کہ خواتین کو آگے لانے کے لئے ہونے والی کوششوں میں کامیابی حاصل ہو رہی تھی۔ اس پروگرام کا ایک اہم حصہ دوستیاں بنانے کا تھا۔ یہ دوستیاں صرف امریکہ ہی سے نہیں بلکہ ساری دنیا سے آئے ہوئے لوگوں کے ساتھ بھی بنانی تھیں۔ میں نے پروگرام میں آئے ہوئے لوگوں سے دنیا کی کئی تہذیبوں کے متعلق سیکھا۔ اب میں فخر کے ساتھ کہہ سکتی ہوں کہ میرے دوستوں میں سوڈان، مراکش، بھارت، مصر اور امریکہ کے لوگ شامل ہیں۔





minute of being there. Although it felt like a vacation, I experienced and learned so much. I was recognized as a strong female leader from Pakistan who was set to make more leaders in her country. I recognized many skills and strengths in myself that I was not aware of before, and I felt different and strong. At the end of the program I was not the same person. I had changed in a very positive way. My time in America – the friends I made, the places I saw, the classes I was fortunate enough to be a part of – impacted not only my educational life but also my personal life in a very profound way. I learned to how to keep my heart at peace. I learned how to treat people as individuals and not as representatives of a general stereotype. I learned that progress is being made to bring women to the forefront, where they belong.

One of the best parts of being on this program was making new friends, not only from America but from all around the world. I learned about various cultures from around the globe from the people who came on my program. I am now proud to say that I have friends from Sudan, Morocco, India, Egypt, and, of course, America.

My time in this program helped me realize that I – a single person – can play a significant and meaningful part in changing things that require changing. My influence comes from within and I can change negativity into positivity by keeping my heart at peace and developing into a strong leader. Being a part of this program was a great learning experience, and I know that I am bringing back with me important lessons for other women in my country. It is a responsibility that I consider myself lucky to have been given.

Sarah A. Malik, age 21, participated the 2012 SUSI program.

“One of the best parts of being on this program was making new friends, not only from America but from all around the world”

”اس پروگرام کا ایک اہم حصہ دوستیاں بنانے کا تھا۔ یہ دوستیاں صرف امریکہ ہی سے نہیں بلکہ ساری دُنیا سے آئے ہوئے لوگوں کے ساتھ بھی بنانی تھیں۔“

اس پروگرام میں گزارے گئے وقت نے مجھے یہ احساس دلانے میں مدد دی کہ میں بطور ایک واحد فرد، ضروری تبدیلی لانے کے عمل میں ایک اہم کردار ادا کر سکتی ہوں۔ مجھے تحریک اندر سے ملی اور اب میں منفی کو مثبت میں اس طرح تبدیل کر سکتی ہوں کہ اپنے دل کو پُر سکون رکھوں اور اپنے آپ کو ایک مضبوط رہنما ثابت کروں۔ اس پروگرام کا حصہ بننا میرے لئے سیکھنے کا ایک اہم تجربہ تھا۔ مجھے پتہ ہے کہ میں اپنے ساتھ اپنے ملک کی خواتین کے لئے اہم باتیں لے کر آ رہی ہوں۔ یہ وہ ذمہ داری ہے جس کے ملنے سے میں اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتی ہوں۔

21 سالہ سارہ ملک نے 2012ء کے SUSI پروگرام میں شرکت کی۔

Social Media Mela

سوشل میڈیا میلہ



13 سے 14 جولائی کو کراچی اور لاہور میں امریکی قونصل خانوں کی زیر اہتمام اپنی نوعیت کی پہلی کانفرنس منعقد کی گئی جس میں پاکستان اور بھارت سے تین سو بلاگز اور سماجی میڈیا کے ماہرین نے شرکت کی۔ اس کانفرنس کا نام تھا 'پاک بھارت سماجی میڈیا میلہ 2012'۔ لفظ میلہ دونوں زبانوں میں ایک ہی معنی کے لئے استعمال ہوتا ہے مقررین اور سامعین میں بلاگز، تاجر، صحافی، کارکنان اور مصنفین شامل تھے۔ جنہوں نے سماجی میڈیا کے تبدیل ہوتے ہوئے چہرے سماجی اور سیاسی سرگرمیوں، تعلیم اور پاکستان اور بھارت میں سماجی میڈیا کے کاروبار پر بحث کی۔

From July 13-14, Consulate Generals Karachi and Lahore hosted the first-ever conference that brought together 300 bloggers and social media experts from Pakistan and India. The event was entitled "2012 Pakistan-India Social Media Mela" – the word *mela* meaning "festival" in both Urdu and Hindi. Speakers and audience members included bloggers, entrepreneurs, journalists, activists, and authors, who discussed the changing face of media, social and political activism, education, and the business of social media in both Pakistan and India.



امریکہ میں زندگی کا بہترین تجربہ

A Lifetime Experience in the USA

By Mona Prakash

April 5th, 2012 was the luckiest day of my life. This was the day I learned that I was one of the 24 fortunate students selected for the Study of the United States Institutes (SUSI) 2012 program. I was among 3 young Pakistani women who were participating in the program hosted by the University of Kansas along with other undergraduate students from Morocco, Sudan, Egypt, India and Afghanistan.

The University of Kansas is located in Lawrence, a city in the mid-western "sunflower state." The city is known as an immigrant city because of its diversified people. Lawrence is also famous for its theatres and museums. Our six-week schedule was packed with early morning guest lectures, leadership activities and discussions with American students and other SUSI students. One of the activities included a trip to Kansas City, where we participated in a women's conference organized to inspire women in public affairs and help them strengthen leadership in public services. My favourite part of the conference was U.S. Treasurer Rosie Rios' presentation on how she became the part of Obama administration and what role she currently plays in the women's



تحریر: مونا پرکاش

5 اپریل 2012ء میری زندگی کا خوش قسمت ترین دن تھا۔ یہ وہ دن تھا جب مجھے معلوم ہوا کہ میں ان خوش قسمت طلباء میں سے تھی جنہیں SUSI 2012 کے لئے چنا گیا تھا۔ سوڈان، مراکش، مصر، بھارت اور افغانستان سے آئے ہوئے طلباء اور طالبات کے علاوہ میں ان تین لڑکیوں میں سے ایک تھی جنہوں نے اس پروگرام میں شرکت کرنی تھی جس کی میزبانی کنساس یونیورسٹی کے ڈے تھی۔ کنساس یونیورسٹی لارنس شہر میں واقع ہے جو وسط مغرب میں سورج مکھی ریاست میں واقع ہے۔ اس شہر کو مختلف النسل لوگوں کی وجہ سے

تاریکین وطن کا شہر کہا جاتا ہے۔ لارنس اپنے تھمبیز اور عجائب گھروں کی وجہ سے بھی مشہور ہے۔ ہمارا چھ ہفتے کا شیڈول صبح سویرے لیکچرز، لیڈر شپ سرگرمیوں اور امریکی اور SUSI کے طلباء کے ساتھ مباحثوں پر مبنی تھا۔ ان سرگرمیوں میں کنساس شہر کا ایک دورہ بھی شامل تھا جہاں پر ہم نے ایک خواتین کانفرنس میں شرکت کی جس کا مقصد خواتین کو عوامی معاملات کی آگاہی دینا اور عوامی خدمات کے سلسلے میں ان کی رہنمائی کی صلاحیتوں کو بہتر بنانا تھا۔ اس پروگرام میں میرا پسندیدہ حصہ وہ تھا جس میں امریکی خزانچی خاتون روزی رائس نے تقریر کی اور بتایا کہ وہ کس طرح اوپن ایڈمنسٹریشن کا حصہ بنی اور

یہ کہ وہ خواتین کے حقوق کی تحریک کے حوالے سے اس وقت کیا کردار ادا کر رہی ہے۔ ایک ڈالر کے نوٹ پر ان کا آؤگراف لے کر مجھے بے حد خوشی ہوئی۔ انہوں نے بطور خزانچی دستخط کر رکھے تھے۔

مجھے اس بات نے بہت متاثر کیا کہ یونیورسٹی ہم نصابی سرگرمیوں، جیسے کھیل کود، فنون، موسیقی

rights movement. I was honoured to have her autograph on the one-dollar bill which bears her official signature as treasurer.

I was impressed to see how the university pays attention to extra-curricular activities like sports, arts, music, literary events, and theatre plays. No doubt, these healthy activities surely lead to healthy lifestyles. Their concentration on environmentally-friendly practices that saved paper, like using computers and emails to submit surveys and assignments, was really worth appreciating.

The next thing that fascinated me the most was a story told by Beth Innocenti,

an associate professor at the University of Illinois. She told us about how American women fought and won the right to vote in 1920, after a struggle of 80 years by Susan B. Anthony.

One of the more tiring days in Kansas was the cultural dinner where we spent hours cooking. After all the work, the appreciation for the time we took to prepare the meal was worth it.

The 236th independence day of the U.S. was also a great day in which we went to a host family's farm house where we ate a lot of sweets and played baseball, jumped on the trampoline, had water-fights, drove golf carts. The best part of all was the fireworks. I also had the opportunity to learn about American lifestyle and culture through my host family.

There were so many other activities arranged for us to build our confidence and leadership qualities. They took us to camping and zip-lining, which is activity I knew nothing about. The home stay and the presentation about the adaptive challenges we face were among our last activities.

July 11th was a day of excitement and sadness. We were excited about going to a different state and capital, but the same time we were weeping for the friends we were leaving and the love we had received from the Americans in Kansas.

The three days in Philadelphia weren't enough for us. It is such a beautiful city full of history. Visiting an Amish farm was something very new for me. I didn't even know that such natural lifestyles still existed on this planet: people who wear plain dresses and choose not to adopt modern technologies.

Washington D.C. was the most magnificent part of our trip. The first day began by visiting museums, monuments and other historic places. Our group presentation at the State Department



ادبی تقاریب اور تھیٹر ڈراموں پر بہت توجہ دے رہی ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ان صحت مند سرگرمیوں سے صحت مند طرز زندگی جنم لیتا ہے۔ ماحول کی حفاظت کے سلسلے میں ان کی توجہ جیسے کاغذ بچا کر کمپیوٹر کے ذریعے ای-میل۔ سروے اور پے پیج وغیرہ حل کرنا، مجھے بہت قابل تعریف بات لگی۔

دوسری چیز جس نے مجھے بہت متاثر کیا وہ تھی ایک کہانی جو کہ بیٹھ اونٹنی نے سنائی جو کہ یونیورسٹی آف ایلیٹا میں ایسوسی ایٹ پروفیسر ہیں۔ انہوں نے ہمیں بتایا کہ سوئس۔ بی۔ انٹونی کی 80 سالہ جدوجہد کے بعد کس طرح امریکی خواتین نے 1920ء میں ووٹ ڈالنے کا حق حاصل کیا۔

ایک تھکا دینے والا دن کنساس میں روایتی کھانے پکانے کا تھا جہاں ہم نے کھانے پکانے میں کئی گھنٹے محنت کی۔

اس تمام محنت کے بعد کھانا پکانے کے حوالے جو ہماری تعریف کی گئی اُس سے ہمیں بہت خوشی ہوئی۔ امریکہ کا 236 ویں یوم آزادی بھی ایک شاندار دن تھا جس کے دوران ہم اپنے میزبان خاندان کے فارم پر گئے جہاں ہم نے بہت سی مٹھائی کھائی، بیس بال کھیلی، کودنے والے تختوں پر چھلانگیں لگائیں، پانی میں کھیلے اور گالف کی گاڑیاں چلائیں۔ سب سے بہترین حصہ آتش بازی کا تھا۔ میزبان خاندان توسط مجھے امریکی طرز زندگی اور ثقافت کے متعلق سیکھنے کا موقع ملا۔

ہمارے لئے اور کئی سرگرمیاں منعقد کی گئی تھیں جن کے ذریعے ہم نے اپنے اعتماد اور رہنمائی کی صلاحیتوں میں اضافہ کرنا تھا۔ انہوں نے کیمپنگ اور سامان باندھنے کی مشقیں کروائیں۔ یہ ایسی سرگرمیاں تھیں جن کے متعلق میں پہلے سے کچھ نہیں جانتی تھی۔ ہماری آخری سرگرمیوں میں رہن رہن اور حالات کے مطابق اپنے آپکو ڈھالنے کی سرگرمی شامل تھی۔

11 جولائی خوشی اور غم کا ملا جلا دن تھا۔ ہم دوسری ریاست اور اُس کے دارالحکومت جانے کے حوالے سے خوش تھے مگر ساتھ ہی ساتھ ہم ان دوستوں اور اس پیار و محبت کے لئے رنجیدہ تھے جو ہمیں کنساس میں امریکیوں سے ملے تھے اور جو ہم سے بچھڑ رہے تھے۔

فلاڈلفیا کے لئے ہمارے پاس تین دن تھے جو نا کافی تھے۔ یہ ایک خوبصورت تاریخی شہر ہے کسی امریکی فارم کی سیر کرنا میرے لئے بالکل نیا تجربہ تھا۔ مجھے بالکل احساس نہ تھا کہ اب بھی دنیا میں ایسا سادہ طرز زندگی موجود ہے۔ یہ ایسے لوگ ہیں جو سادہ لباس پہنتے ہیں اور جدید ٹیکنالوجی کو نہیں اپناتے۔

واشنگٹن ڈی سی کا دورہ ہمارے پروگرام کا سب سے شاندار حصہ تھا۔ پہلے دن کا آغاز عجائب گھروں، یادگاروں اور دیگر تاریخی مقامات کی سیر سے ہوا۔ ہمارے گروپ نے محکمہ خارجہ میں اچھا تقریری مظاہرہ کیا اور دیگر دو SUSI گروپوں کا ان کے تجربے کے بارے میں تقریری مظاہرہ بھی خوب دلچسپ تھا۔ اضافی خوشی ہمیں محکمہ خارجہ سے اسناد وصول کر کے ہوئی۔

went well and it was very captivating to see other two SUSI groups presenting on their experience in the U.S. The "icing on the cake" was receiving a certificate of participation from the State Department.

It was such a delight and honour for me to be part of SUSI 2012 program. I am so glad that I was selected and thank the U.S. Embassy for making me part of this wonderful lifetime experience. I am also grateful to the faculty at University of Kansas and to Dr. Mary Banwart, Academic Director, for her able guidance throughout our visit. This exposure will go a long way towards capacity building of women in Pakistan. I can never forget the warm hospitality extended to all of us in America. My observation about Americans in three words would be, "civilized, cultured and courteous." Long live friendship between the U.S. and Pakistan.

میرے لئے SUSI 2012 پروگرام کا حصہ بننا بہت خوشی اور عزت کی بات تھی۔ میں اپنے انتخاب سے بہت خوش تھی اور میں اس کے لئے امریکی سفارتخانے کی شکرگزار ہوں۔ جس نے مجھے اس پروگرام کا حصہ بنایا میں یونیورسٹی آف کنساس کے اساتذہ کی بھی شکرگزار ہوں اور ڈاکٹر میری بین وارٹ اکیڈمک ڈائریکٹر کی مہمانی کی جانب سے رہنمائی کے لئے شکرگزار ہوں۔ یہ تجربہ پاکستان میں خواتین کی اہلیت کو بڑھانے کے سلسلے میں بہت کارآمد ثابت ہوگا۔ میں امریکیوں کی گرمجوش مہمان نوازی کو کبھی نہ بھلا سکوں گی۔ امریکہ کے متعلق میرا مشاہدہ تین الفاظ میں کچھ یوں ہے "خوش اخلاق، مہذب اور نرم خو"۔ پاک امریکہ دوستی زندہ باد۔

21 سالہ مونا پرکاش نے 2012ء کے SUSI پروگرام میں شرکت کی۔

Mona Prakash, age 21, participated in the 2012 SUSI program.

"I can never forget the warm hospitality extended to all of us in America."

"میں امریکیوں کی گرمجوش مہمان نوازی کو کبھی نہ بھلا سکوں گی"





ٹویٹر ٹیم کا سڑک کے راستے امریکہ کا سفر Twitter Tim's U.S. Road Trip



Social Media Coordinator for the U.S. Embassy in Pakistan, Twitter Tim, set off on an epic road trip across the United States in August. The trip encompassed 11,000 kilometers and spanned twelve U.S. states. Following is the narration of his wonderful trip.

امریکی - سفارتخانہ پاکستان میں سماجی میڈیا کے رابطہ افسر ٹویٹر ٹیم نے اگست میں امریکہ کا اپنا یادگار سفر بذریعہ سڑک شروع کیا۔ یہ سفر 11000 کلومیٹر پر محیط تھا اور 12 امریکی ریاستوں پر پھیلا ہوا تھا۔ ان کی اس حیران کن سفر کی داستان درج ذیل ہے

Day 1 – Washington, DC

As many of you know, Washington, DC is the capital of the United States. It is located on the east coast of the U.S. and borders the states of Virginia and Maryland. Washington, DC is known simply as the District or D.C. by the locals and is the home to all three branches of the U.S. federal government including the Congress, the President, and the Supreme Court. Washington, D.C., is a planned city.



پہلا دن۔ واشنگٹن ڈی سی
جیسا کہ آپ میں سے کئی لوگوں کو معلوم ہے، واشنگٹن ڈی سی امریکہ کا دار الحکومت ہے۔ یہ امریکہ کے مشرقی ساحل پر واقع ہے اور ورجینیا اور میری لینڈ کے ساتھ ہے۔ مقامی لوگ

واشنگٹن ڈی سی کو ڈسٹرکٹ یا D.C. کے نام سے یاد کرتے ہیں اور اس میں امریکی وفاقی حکومت کی تینوں شاخیں یعنی کانگریس ایوان صدر اور سپریم کورٹ واقع ہیں۔ واشنگٹن ڈی سی ایک منصوبہ بندی کے تحت بنایا گیا شہر ہے۔

Days 2-3 were spent with family in southern Indiana. We took a tour of Indiana University with our daughter, who is considering

attending school there and a birthday party with nieces and nephews.

Day 4 – St. Louis, Missouri and the Gateway Arch

On Day 4 of the trip we travelled to St. Louis, Missouri on the Mississippi River and visited one of its most recognizable symbols — the Gateway Arch. The Arch is about 630 feet (190 meters) tall. It was built as a monument to the westward expansion of the United States. It's the tallest man-made monument in the United States.

The city started as a French fur trading town. It was sold by France to the United States in 1803 as part of the Louisiana Purchase.

Day 5 –

Kansas City, Missouri and Omaha, Nebraska

On Day 5 of our trip across America, we visited Kansas City, Missouri and Omaha, Nebraska.

Kansas City is well known for its contributions to the musical styles of jazz and blues as well as to cuisine, notably Kansas City barbecue. Omaha is located in the middle of the United States and was major national transportation hub in the 19th century with the railroads. Omaha is well-known for their world class steaks.

Day 6 – The Badlands National Park in South Dakota

Today we traveled from Omaha, Nebraska to the Badlands National Park in South Dakota. The park's 244,000 acres protect an expanse of mixed-grass prairie where bison, bighorn sheep, prairie dogs, and black-footed ferrets live today.

Day 7 – The Black Hills in South Dakota

Day 7 took us to The Black Hills National Park, a small, isolated mountain range rising from the Great Plains in western South Dakota. They are called the Black Hills because of their dark appearance from a distance. One of the most famous American icons is called Mt. Rushmore and it includes massive carved faces of Presidents George Washington, Thomas



دوسرا اور تیسرا دن جنوبی انڈیانا میں اپنے خاندان کے ساتھ گزارا۔

ہم نے اپنی بیٹی کے ہمراہ انڈیانا یونیورسٹی کی سیر کی۔ ہماری بیٹی یہاں کے کسی سکول میں داخلہ لینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ ہم نے اپنے بھانجے بھانجیوں کے ہمراہ سالگرہ میں بھی شرکت کی۔

چوتھا دن۔ سینٹ لوئس، میسوری اور گیٹ وے آرک۔

سفر کے چوتھے دن ہم سینٹ لوئس اور مسیسیپی دریا پر میسوری دیکھنے گئے

اور اس کی ایک مشہور نشانی۔ گیٹ وے آرک کی سیر کی۔ یہ آرک (محراب)

630 فٹ یعنی 190 میٹر اونچا ہے۔ یہ محراب امریکہ کی مغرب کی جانب میں

پھیلاؤ کی ایک یادگار ہے۔ اس شہر کی ابتداء فرانسیسی تجارتی قصبے کی حیثیت سے

ہوئی۔ اس شہر کو لوویانا ریاست کے ساتھ 1803ء میں فرانس نے امریکہ کے

ہاتھوں فروخت کیا تھا۔



پانچواں دن۔ کنساس شہر، میسوری اور اوہا، ماہا، نبراسکا کی سیر۔

کنساس کا شہر جاز موسیقی اور بلوز کھانے پکانے اور خاص طور سے کڑا ہی کے کھانوں

کے لئے بہت مشہور ہے۔ اوہا، ماہا امریکہ کے مرکز میں واقع ہے اور یہ ریل کی پٹری کی

وجہ سے 19 ویں صدی میں نقل و حمل کا بڑا قومی مرکز تھا۔ اوہا، ماہا اپنے مشہور عالم

اسٹیکس کے لئے جانا پہچانا جاتا ہے۔



چھٹا دن۔ جنوبی ڈکونا میں بیڈ لینڈز پارک

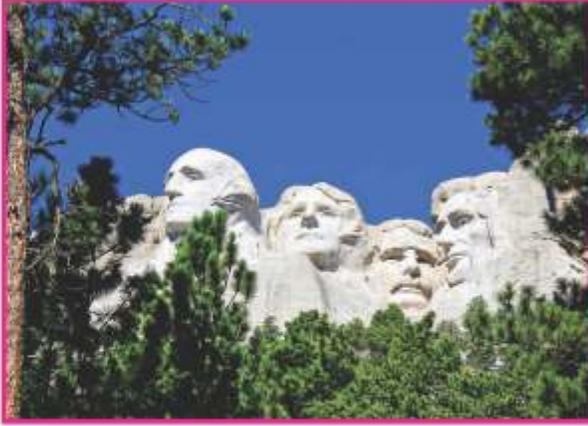
آج ہم نے اوہا، ماہا، نبراسکا سے چل کر جنوبی ڈکونا میں واقع بیڈ لینڈز قومی پارک کی سیر کی۔ اس پارک، جو

رقبہ 244000 ایکڑ تقریباً محیط ہے۔ میں مختلف قسم کی گھاس کے وسیع میدان ہیں جہاں گائے،

بڑے سینٹگوں والی بھیڑیں، میدانی گائے اور کالے بیروں والے نیولے پائے جاتے ہیں۔

Day 8 – Searching for Buffalo in South Dakota

On Day 8, we went out looking for buffalo in the Black Hills in South Dakota. We were lucky because thousands of buffalo roam freely in the area and each can weigh as much as 2,000 pounds or 907 kg. Besides buffalo, we saw pronghorn antelope, mountain goats, bighorn sheep, deer, elk, wild turkeys, prairie dogs, and a band of friendly burros. Tomorrow we head to Glacier National Park in western Montana.



Day 9 – Devil's Tower and the Battle of Little Big Horn

Day 9 was a full travel day from western South Dakota to western Montana and Glacier National Park. In the morning we passed through Devils Tower in northeastern Wyoming. The tower was formed over 50 million years ago when molten magma was forced in sedimentary rocks above it and cooled underground. As it cooled it contracted and fractured into columns. Late in the day we arrived at Glacier National Park for a weekend of hiking in the mountains and glaciers.



Day 10 and 11 – Glacier National Park in Montana

We had a magnificent Day 10 hiking and fishing in Glacier National Park in northwestern Montana. Like the northern areas of Pakistan, this is a truly magical place.

The park encompasses over 1,000,000 acres (4,000 km²) and includes over 130 named



ساتواں دن۔ جنوبی ڈکونا کے کالے پہاڑ۔

ساتویں دن ہم ہل نیشنل پارک گئے جو ایک چھوٹا لگ تھلگ پہاڑی سلسلہ ہے جو اوغرینی جنوبی ڈکونا کے میدانوں میں واقع ہے۔ انہیں کالے پہاڑ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ پہاڑ دور سے سیاہ نظر آتے ہیں۔ امریکہ کے مشہور ترین مجسموں میں سے ایک کو ماونٹ رشمر کہا جاتا ہے اور اس میں صدر جارج واشنگٹن، تھامس جیفرسن، ابراہم لنکن اور ٹیڈی روزولٹ کے بڑے بڑے تراشے ہوئے مجسمے شامل ہیں۔

آٹھواں دن جنوبی ڈکونا میں بھینسوں کی تلاش:

آٹھویں دن ہم جنوبی ڈکونا کے کالے پہاڑوں میں بھینسوں کی تلاش میں نکلے۔ ہم خوش قسمت تھے کیونکہ وہاں ہزاروں بھینسیں آزادانہ پھر رہی ہوتی ہیں اور ہر ایک کا وزن 2000 پاؤنڈ یا 907 کلوگرام تک ہو سکتا ہے۔ بھینس کے علاوہ ہم نے کئی سینگوں والے بارہ سگھے پہاڑی بکریاں، بڑے سینگوں والی بھیڑیں، ہرن، بارہ سگھے، جنگلی فیل مرغ، گھاس کے میدان کے گتے اور نیولے دیکھے۔ کل ہم مغربی مونتانا کے گلشیر نیشنل پارک جائیں گے۔

نواں دن۔ ڈیولز ٹاور اور لیل بگ ہارن کا تصادم

نواں دن مغربی جنوبی ڈکونا سے مغربی مونتانا اور گلشیر نیشنل پارک کی ہیر کے لئے مختص تھا۔ صبح کے وقت ہم شمال مشرقی وائیوسنگ کے ڈیولز ٹاور سے ہوتے ہوئے گزرے۔ یہ ٹاور 50 ملین سال پہلے اس وقت وجود میں آیا تھا جب پگھلا ہوا لاپتھانوں کے نیچے چلا گیا اور وہاں پر ٹھنڈا ہو گیا۔ جیسے جیسے یہ لاپتھنڈا ہوتا گیا یہ کئی ستونوں میں بٹ گیا۔ دن ڈھلے ہم ایک ہفتے کے لئے گلشیر نیشنل پارک آئے جہاں ہم برفانی ٹودوں اور پہاڑوں پر چڑھے۔



lakes, more than 1,000 different species of plants and hundreds of species of animals including grizzly bears, mountain lions and moose. This vast pristine ecosystem is the centerpiece of what has been referred to as the "Crown of the Continent Ecosystem", a region of protected land encompassing 16,000 square miles (41,000 km²).

Day 12 – Arriving at Yellowstone National Park

On Day 12 we arrived at the first national park in the world, Yellowstone National Park. It was established in 1872 and is located primarily in the U.S. state of Wyoming, although it also extends into Montana and Idaho. Yellowstone is known for its wildlife and its many geothermal features, especially Old Faithful Geyser, one of the most popular features in the park. Old Faithful gets its name because it erupts every 90 minutes on average. Yellowstone was the first national park in the world when it was established in 1872.

The road trip came to an end at Yellowstone National park.

دسواں اور گیارہواں دن مونٹانہ کا گلشیر نیشنل پارک: ہم نے دسواں دن شمال مشرقی مونٹانہ میں پہاڑوں پر چڑھنے اور مچھلیاں پکڑنے میں گزارا۔ پاکستان کے شمالی علاقوں کی طرح یہ بھی ایک صحرائی جگہ ہے۔ یہ پارک دس لاکھ ایکڑ یعنی چار ہزار مربع کلومیٹر محیط ہے اور اس میں 130 جھیلیں، پودوں کی ایک ہزار سے زائد اقسام اور جانوروں کی سینکڑوں اقسام پائی جاتی ہیں، جن میں بھورے ریچھ، پہاڑی شیر اور ہرن شامل ہیں۔ یہ وسیع قدیم نظام ماحولیات، جسے براعظم کے نظام ماحولیات کا تاج کہا جاتا ہے، مرکزی حیثیت کا حامل ہے۔ یہ علاقہ کو محفوظ خطہ قرار دیا گیا ہے جس کا رقبہ سولہ ہزار مربع میل یعنی آکٹالیس ہزار مربع کلومیٹر ہے۔



بارہواں دن۔ نیشنل پارک میں آمد:

بارہویں دن ہم دنیا کے پہلے نیشنل پارک یلوستون نیشنل پارک پہنچے۔ یہ پارک 1872ء میں بنایا گیا تھا اور اس کا بڑا حصہ امریکی ریاست وائیومنگ میں واقع ہے۔ اگرچہ یہ مونٹانہ اور اڈاہو ریاستوں تک پھیلا ہوا ہے۔ یلوستون اپنی جنگلی حیات اور اس کی کئی زمینی خصوصیات کے لئے مشہور ہے جس میں بطور خاص اولڈ فیٹھ فل گیزر شامل ہے جو کہ اس پارک کا ایک خاصہ ہے۔ اولڈ فیٹھ فل کا نام اس لئے مناسب ہے کیونکہ یہ اوسطاً ہر 90 منٹ کے بعد پھٹ پڑتا ہے۔ یلوستون دنیا میں واحد قومی پارک تھا۔ اسے 1872ء میں تعمیر کیا گیا۔

سڑک کے راستے سے ہمارا سفر یلوستون نیشنل پارک پر ختم ہوا۔

پی یو اے این کے سابقہ طلباء کا اجلاس 2012ء PUAN Alumni Reunion 2012



"Being a YES student, the whole exchange year is a learning experience. One of the things you learn over there that you aren't normally finding in Pakistan is the spirit of community service."

- Mehwish Zuberi, YES alumni

YES کے طالب علم کی حیثیت سے تادلے کا سارا سال آپ کے لئے سیکھنے کے تجربے پر مبنی ہوتا ہے۔ ایک چیز جو آپ وہاں سیکھ سکتے ہیں اور جو عام طور سے پاکستان میں نہیں ہوتی وہ ہے سماجی خدمت کا جذبہ۔
مہوش زہیری YES کی سابقہ طالبہ

"I must say that was an amazing experience for the all women and from Pakistan."

- Shah Rukh, Goldman Sach alumna

”مجھے کہنا پڑتا ہے کہ یہ پاکستان سے آئی ہوئی تمام خواتین کے لئے ایک حیران کن تجربہ تھا۔“
شاہ رخ گولڈمین ساج کی سابقہ طالبہ



"It was very beneficial not only for myself but also for my organization and as well as for Pakistan."

- Atif Sheikh, IVLP alumnus

”یہ تجربہ نہ صرف میرے لئے بلکہ میرے ادارے اور پاکستان کے لئے بڑا مفید تھا۔“
عاطف شیخ IVLP کا ایک سابقہ طالب علم



"My host family was amazing. I had two siblings, one of them was younger than me and other was of my age. And I interacted a lot with them. They helped me understand the American culture."

- Uzair Ahmad, YES alumnus

”میرا میزبان خاندان بہت اچھا تھا۔ میرے ساتھ دو بھائی تھے۔ ایک مجھ سے چھوٹا تھا اور دوسرا میری عمر کا تھا۔ میری ان سے بہت زیادہ بات چیت ہوتی تھی۔ انہوں نے امریکی ثقافت کو سمجھنے میں میری بہت مدد کی۔“
عزیز احمد YES کا سابقہ طالب علم

"When I came back from U.S., I personally think that I have totally a different articulation in my life."

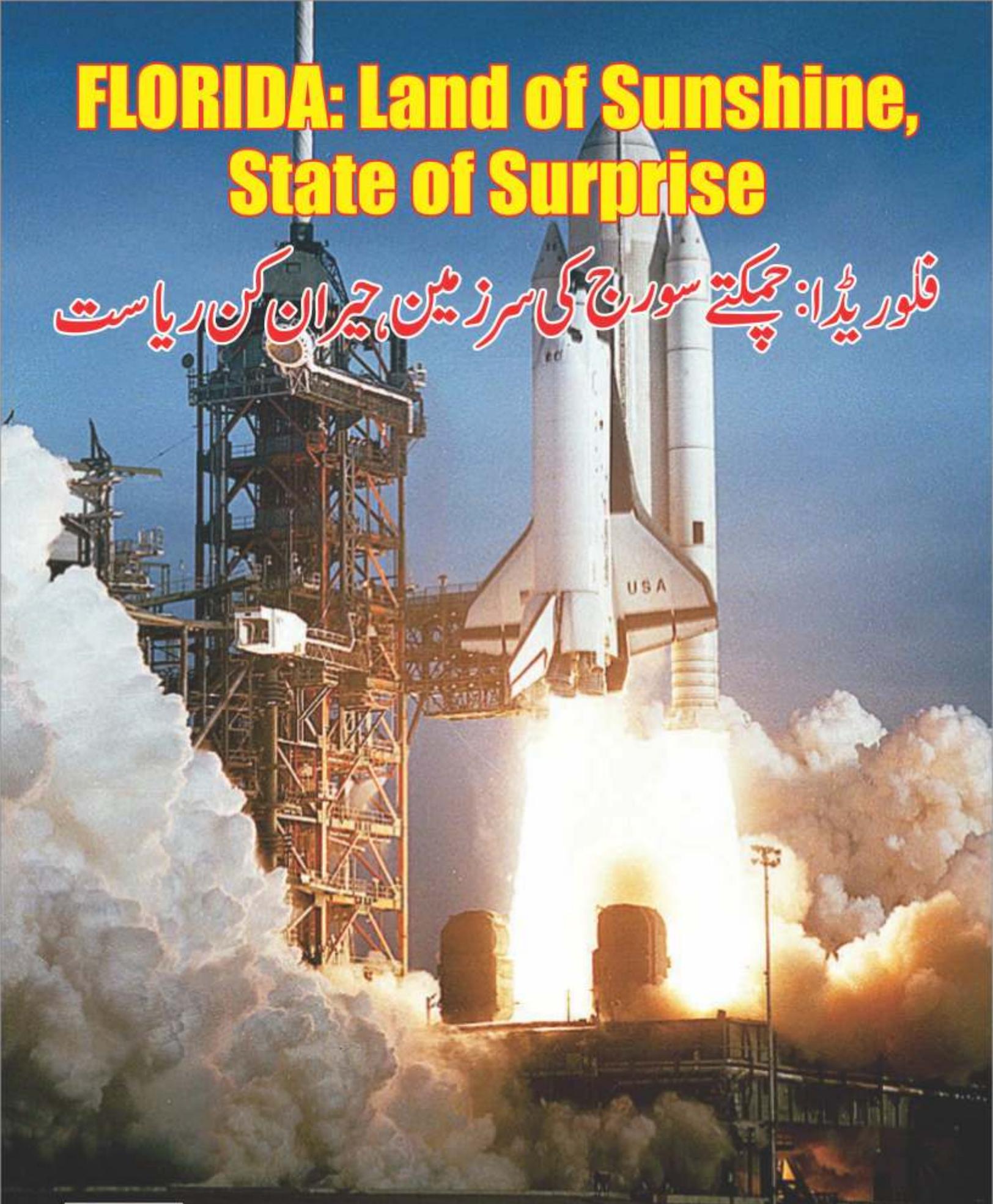
- Muhammad Ashraf

”جب سے میں امریکہ سے واپس آیا تو میرا ذاتی خیال ہے کہ زندگی کے متعلق میرے خیالات مکمل طور پر بدل گئے ہیں۔“
محمد اشرف کیونٹی کالج کا ایک سابق طالب علم



FLORIDA: Land of Sunshine, State of Surprise

فلوریڈا: چمکتے سورج کی سرزمین، حیران کن ریاست





Timothy M. Standaert

I have fond memories of my childhood in Bloomfield, New Jersey, located just about 30 minutes from New York City. Our town was chock full of Italian-Americans; it seemed all the parents or grandparents of my schoolmates had travelled to America seeking a new life, mostly from cities in southern Italy, such as Naples. As a result, you could always find great pizza or cannelloni or other Italian delicacies at restaurants, or even at friends' houses. (I remember the mother of one friend who always commented that my mother did not feed me enough, and was always trying to fatten me up with lentil soup.) I could practice basic Italian when to call a friend's house to ask his or her grandmother if Vinnie or Rosemarie was at home. And we enjoyed travelling to Little Italy in New York City to celebrate the

تحریر: ٹیموٹی ایم سٹانڈارٹ

بلاوم فیلڈ، نیو جرسی کے ساتھ جو کہ نیویارک سے صرف 30 منٹ کی مسافت پر ہے، میری بچپن کی خوشگوار یادیں وابستہ ہیں۔ ہمارا قبیلہ اطالوی نژاد امریکیوں سے بھرا ہوا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میرے سب ہم جماعتوں کے آباؤ اجداد سارے کے سارے امریکہ میں رہائش کی تلاش میں آئے تھے۔ ان میں سے زیادہ تر اٹلی کے نیپلز جیسے جنوبی شہروں سے آئے تھے۔ نتیجتاً ہولموں اور دوستوں کے گھروں میں بہترین پیزا دستیاب ہوتا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ میرے ایک دوست کی والدہ مجھے کہتی کہ میری والدہ نے اچھا کھلایا یا نہیں وہ ہمیشہ وال کا سوپ پلا کر مجھے موٹا کرنے کی کوشش کرتی۔ میں جب کسی دوست کے گھر اس کی دادی سے اس کے گھر پر ہونے کے متعلق پوچھتا تو تھوڑی بہت اطالوی زبان کا استعمال کرتا تھا۔ ہم نیویارک میں چھوٹے اٹلی جا کر لطف اندوز ہوتے اور وہاں پر سان جینز میں دعوت میں حصہ لیتے یا میٹرو پولیٹن میوزیم آف آرٹ کی طرح کسی میوزیم کو دیکھنے جاتے، یا گرین وچ گاؤں میں ریکارڈنگ کی دکانوں پر وقت گزارتے۔ تاہم جب میں یونیورسٹی میں تھا

Feast of San Gennaro, or visiting museums such as the Metropolitan Museum of Art, or spending hours in record shops in Greenwich Village.

When I was in university, however, my mother retired and moved to Florida. This had always been her dream. While I had always enjoyed the four seasons when I was growing up, especially the beautiful foliage and crisp weather in autumn, and I dreamed of and prayed for a white Christmas each year, with snow on the ground and icicles on the house, my mother had not. She instead would have preferred the constant warmth and eternal sunshine of the South. She did not like how her car would slide on the icy roads, or (when I went away to university) shoveling snow from the sidewalk. She did not like wearing big, heavy coats to protect herself against the elements. So, as soon as she could, my mother and sister abandoned the Northeast and moved to the Sunshine State, as Florida is known. By the time of my mother's move to Florida, I was already an adult. I became a high school teacher in New York, but would



میری والدہ ریٹائر ہو گئیں اور فلوریڈا آ گئیں۔ یہ ان کا ہمیشہ سے ایک خواب تھا، میں ہمیشہ چاروں موسموں سے لطف اندوز ہوتا تھا، خاص طور پر خوبصورت پتوں اور تخران کے خوشگوار موسم سے ہر سال برفانی کرسمس کے لئے دعا گورتا جس میں زمین برف سے ڈھکی رہتی ہے اور چھت پر برف

کے ڈھیر ہوتے ہیں جبکہ میرے والدہ کو یہ سب بالکل پسند نہیں تھا۔ اس کے بجائے وہ جنوب کے علاقوں کے مسلسل گرم موسم اور سورج کی چمک کو ترجیح دیتی تھیں۔ انہیں یہ بات پسند نہ تھی کہ انکی گاڑی برقی سڑک پر پھسلے یا وہ (جب میں یونیورسٹی میں چلا جاتا تھا) راستے سے برف ہٹائیں۔ انہیں موسم کی سختیوں سے بچنے کے لئے بوور کوٹ پہننا بھی پسند نہ تھا اس لئے جتنا جلدی ہو۔ کا میری بہن اور والدہ شمال مشرق کو چھوڑ کر سورج کی چمکنے والی ریاست یعنی فلوریڈا منتقل ہو گئیں۔

جب میری والدہ فلوریڈا منتقل ہو گئیں تب تک میں بڑا ہو چکا تھا۔ میں نیو یارک میں ہائی سکول میں استاد بن گیا مگر ہر سال کرسمس کے موقع کو ملا کر دو دفعہ اپنے خاندان سے ملنے فلوریڈا جاتا۔ مجھے یہ بات بڑی عجیب لگتی کہ جراثیم اور چیل بہن کرسمس کی چند صبح کو چہل قدمی کرتا کیونکہ سوریج والی ریاست میں موسم گرم اور جس والا ہوتا تھا۔ میری والدہ اور میری بہن کے گھروں میں آئندہ انہیں تھے جہاں پر کرسمس کی جراثیم لکائی جاسکتیں۔ (جب درجہ حرارت زیادہ ہو تو ظاہر ہے کہ آگ جلانے کی ضرورت نہیں ہوتی)۔



visit my family in Florida a couple times each year, including Christmas. It seemed so strange to me, walking around in shorts and sandals outside on a sunny Christmas morning in the Sunshine State, with the weather hot and humid. Of course, my mother's and sister's houses did not have fireplaces where we could hang Christmas stockings. (There is obviously no need for fire when the temperatures were always so high.) I remember one year when we finished our Christmas dinner and visited my sister's neighbors and went swimming in their pool! These are things you absolutely could not imagine doing on Christmas Day in New Jersey or New York!

When I had been 5 or 6 years old, our family traveled to Florida and we visited Disney World, located in Orlando. As an adult, it was fun to return to Disney World, this time with my sister's family, including her three children. The amusement park rides seemed much smaller than I remembered, but the roller coasters were still pretty intimidating. Living in Florida, my nieces and nephew had been to Disney many times, but they still loved coming to this place. Even during the current economic crisis, people saved up their money to come to a place like this and enjoy themselves. The smiles on the kids' faces was priceless.

The geography of southern Florida is interesting and perhaps bizarre for someone from the Northeast. The land is so flat, and with no skyscrapers or even tall buildings, the sky somehow seems bigger, and the regular rainstorms more dramatic. (Maybe you have seen some of those amazing pictures or video of the space shuttle, launching into space from the Kennedy

مجھے ایک شام یاد ہے جب کرسمس کا کھانا کھانے کے بعد ہم اپنی بہن کے پڑوسیوں کے گھر گئے اور ان کے تالاب میں تیراکی کی۔ یہ وہ چیزیں ہیں جن کا آپ کرسمس کے موقع پر نیوجرسی یا نیویارک میں تصور بھی نہیں کر سکتے۔

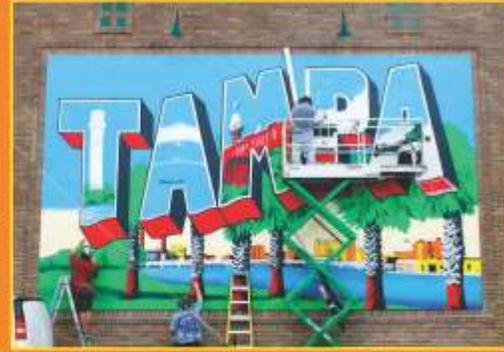
جب میں 5 یا 6 سال کا تھا تو میرا خاندان ڈزنی ورلڈ اور لینڈ و، گلیا۔ ایک نوجوان کی حیثیت سے ڈزنی ورلڈ جانا میرے لئے ایک پر لطف تجربہ تھا۔ اس دفعہ میں اپنی بہن کے خاندان کے ساتھ آیا تھا جن میں اسکے تین بچے بھی شامل تھے۔ تفریحی پارک کی سواریاں پہلے سے بہت چھوٹی دکھائی دے رہی تھیں مگر وہاں کے رولر کوسٹرز اب بھی ڈراؤنے تھے۔ فلورڈیا میں رہتے ہوئے میری بھانجیاں اور بھانجے کئی دفعہ ڈزنی آئے تھے لیکن اب بھی وہ بڑے شوق سے وہاں جاتے تھے۔ نئی کڑی موجودہ معاشی بحران کے باوجود لوگ رقم بچا کر اس طرح کی جگہوں پر جاتے ہیں تاکہ وہاں لطف اندوز ہو سکیں۔ بچوں کے چہروں پر انمول مسکراہٹ ہوتی تھی۔

جنوبی فلورڈیا کا جغرافیہ شمال مشرق کے لوگوں کے لئے دلچسپ اور شاید عجیب بھی ہے زمین سپاٹ اور ہموار ہے اور کوئی اونچی عمارتیں نہیں ہیں اس لئے آسمان کچھ زیادہ بڑا نظر آتا ہے اور طوفانی بارشیں ڈرامائی انداز میں آتی ہیں (ہوسکتا ہے آپ نے خلائی جہاز کی کنیڈی خلائی مرکز کیپ کنیو رل فلورڈیا سے اڑان کی تصویریں دیکھی ہوں۔ انہیں ویڈیو پر دیکھا ہو۔ زندگی بھر مجھے پچھتاوا رہا کہ میں کبھی وہاں جا کر راکٹ کو ہوا میں بلند ہوتے نہیں دیکھ سکا) بعض اوقات یہ بات ڈراؤنی لگتی ہے جب وہاں کے مقامی لوگ آپ کو مگر کچھ کے متعلق بتاتے ہیں جو وہاں کے تالابوں اور نہروں میں نظر آتے ہیں اور ادھر ادھر موجود ہوتے ہیں۔

"To me, Florida is not just the Sunshine State. It is also a land of big surprises."

”میرے لئے فلورڈیا صرف چمکتے سورج کی ریاست ہی نہیں بلکہ یہ بڑی حیران کن زمین ہے“





Space Center at Cape Canaveral in Florida. One of my regrets in life was never travelling there to witness the rockets lifting off into the atmosphere!) And it seems interesting and a little scary to hear locals warn you about alligators that sometimes appear in the ponds or canals that dot the landscape.

When visiting Florida, a trip to the beach is required, so it's always important to bring your sun screen and/or sun tan lotion. We always try to find great seafood restaurants when we are near the ocean, too. (I have realized on my trips to see the family in Florida that I love scallops, but dislike swordfish.) The proximity to the sea means that the sushi (which my sister's kids love) is extremely fresh. Beyond that, there is great Latino and particularly Cuban food in the Miami area. (Speaking Spanish can be extremely helpful in many parts of the United States, including Miami and New York!)

Living in New York, I became accustomed to having quick, easy access to some of the country's and perhaps the world's great museums. So, I was pleasantly surprised to find an impressive little museum, the Boca Raton Museum of Art, near my mother's house. When she still lived in New Jersey, we would often rendezvous at the World Trade Center and choose a museum to visit, maybe the Guggenheim one day, perhaps the Brooklyn Museum of Art on another. I was happily surprised when my mother took me to the museum in Boca Raton for the first time. I had not expected to see Picasso, or Matisse, or de Chirico or

جب آپ فلوریڈا جائیں تو وہاں کے ساحل پر ضرور جائیں۔ اس صورت میں دھوپ سے سن سکرین اور سانولا کرنے والا مرہم ساتھ رکھنا ضروری ہے۔ سمندر کے قریب سٹی فوڈ کے بڑے بڑے ہوٹل ہیں۔ (فلوریڈا میں اپنے خاندان کو ملنے کے لئے جا کر مجھے احساس ہوا کہ مجھے Scallop مچھلی تو پسند ہے لیکن swordfish ناپسند ہے۔ سمندر سے قریب کی وجہ سے سُوشی (جسے میری بہن کے بیچ بہت پسند کرتے ہیں) تازہ ہوتی ہیں۔ اس سے آگے میامی کے علاقے میں اچھی لاطینی اور خاص طور پر کیو بن خوراک دستیاب ہوتی ہے۔ ہسپانوی زبان بولنا امریکہ کے کئی حصوں بشمول میامی اور نیو یارک میں بہت مفید ثابت ہو سکتا ہے۔

نیو یارک میں رہتے ہوئے مجھے عادت پڑی کہ امریکہ، اور شاید دنیا کے عظیم عجائب گھروں کو آسانی سے دیکھ سکوں۔ اس لئے جب میں نے اپنی والدہ کے گھر کے قریب خوبصورت بوکا رٹن میوزیم آف آرٹ دیکھا تو مجھے خوش گوار حیرت ہوئی۔ جب وہ نیو جرسی میں رہتی تھیں تو اکثر ہم ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر ملنے اور فیصلہ کرتے کہ کونسا عجائب گھر دیکھنے جانا ہے۔ ہم شاید ایک دن گگن بائیم عجائب گھر دیکھنے اور اگلے دن بروکلن میوزیم دیکھنے جاتے۔ مجھے اُس وقت پر خوشگوار



FLORIDA: Land of Sunshine, State of Surprise

Andy Warhol in southern Florida. The museum's rich collections of art from Africa and Oceania surprised me. And I was excited to see they had works by my favorite American glassblower, Dale Chihuly, whose works are on display at the U.S. Embassy in Moscow, where I used to work.

Another great place to bring my sister's kids was the South Florida Science Museum. The place has lots of "hands on" exhibits, that allow young visitors to check their scientific knowledge, examine scientific theories and test the laws of physics, all

while having a fun time. And the collection of creatures in the museum's aquarium was impressive, too.

To me, Florida is not just the Sunshine State. It is also a land of big surprises.



حیرانی ہوئی جب میری والدہ مجھے پہلی بار بوکا ریٹن عجائب گھر دکھانے لے گئیں۔ مجھے تو قح نہیں تھی کہ جنوبی فلوریڈا میں پکاسو، میٹھی سی، ڈی شرا کو یا اینڈی وار ہول کو دیکھ سکوں گا۔ عجائب گھر میں افریقہ اور اوشیانا سے لائے گئے خوبصورت نوادرات نے مجھے حیران کر دیا۔ مجھے بہت خوشی ہوئی جب میں نے دیکھا کہ ان نوادرات میں میرے پسندیدہ فنکار ڈیل چھولی کے شاہکار بھی موجود تھے۔ ان کے فن

پارے ماسکو میں امریکی سفارتخانہ یعنی جہاں میں کام کرتا تھا دیکھے جاسکتے تھے۔

ایک اور اچھی جگہ جہاں میں اپنی بہن کے بچوں کو لے گیا جنوبی فلوریڈا کا سائنس میوزیم تھا۔ یہاں پر نمائش میں بہت ساری عملی معلومات کی ایسی اشیاء ملیں جن سے نوجوان اپنے سائنسی علم کو پرکھ سکتے ہیں، نظریات کو جانچ سکتے ہیں اور طبیعیات کے قوانین ٹیسٹ کر سکتے ہیں۔ یہ سب کچھ بڑے خوشگوار طریقے سے ہوتا ہے۔ عجائب گھر میں رکھے گئے جانوروں کے نمونے بھی بہت متاثر کن تھے۔



موتھی۔ ایم سینڈارٹ افغانستان کے صوبے کنڑ میں صوبائی تعمیر نو کمیٹی میں سینئر نمائندے کی حیثیت سے کام کرتے ہیں۔

Timothy M. Standaert is the Senior Civilian Representative at the U.S. Provincial Reconstruction Team in Kunar Province, Afghanistan

فلوریڈا بین الاقوامی یونیورسٹی

Florida International University

As Miami's first and only four-year public research university, FIU is in its service to the community.

With a student body of nearly 46,000, FIU is one of the 25 largest public universities in the nation. More than

115,500 FIU alumni live and work in South Florida. FIU'S colleges and schools offer more than 180 bachelor's, master's and doctoral programs in fields such as engineering, international relations and law. As one of South Florida's anchor institutions, FIU has been locally and globally engaged for more than four decades finding solutions to the most challenging problems of our time.

FIU emphasizes research as a major component of its mission. The opening of the Herbert Wertheim College of Medicine in August 2009 has enhanced the university's ability to create lasting change through its research initiatives. University Research expenditures are more than \$100 million per year.

Student Information:

FIU's dynamic student body reflects the vibrant diversity of South Florida:

- 61% Hispanic
- 15% White Non-Hispanic
- 13% Black
- 04% Asian or Pacific Islander
- 07% other minority groups

FIU also serves a large percentage of economically disadvantaged students. Nearly 50 percent of all undergraduate students at FIU receive financial aid, and nearly 60 percent of those financial aid recipients come from families with annual household incomes under \$30,000.

Approximately 80 percent of students at FIU are

فلوریڈا بین الاقوامی یونیورسٹی میامی کی پہلی اور واحد چار سالہ تحقیقی سرکاری یونیورسٹی ہے جو کہ عوام کو خدمات فراہم کر رہی ہے۔ ہم امریکہ کی 25 بڑی سرکاری جامعات میں سے ایک ہیں جہاں طلباء کی تعداد 46,000 ہے۔ فلوریڈا بین الاقوامی یونیورسٹی کے 1,15,500 سے زیادہ طلباء جنوبی فلوریڈا میں رہائش پذیر ہیں اور کام کرتے ہیں۔ ہمارے کالجوں اور سکولوں میں انجینئرنگ، بین الاقوامی تعلقات اور بین الاقوامی قانون کے شعبوں میں 180 پیچھے، ماسٹرز اور پی ایچ ڈی کے پروگراموں کی تعلیم دی جاتی ہے۔ جنوبی فلوریڈا کے ایک گلیڈی ادارے کی حیثیت سے فلوریڈا بین الاقوامی یونیورسٹی مقامی اور عالمی سطح پر عصری مسائل کے حل کے لئے تقریباً 40 سال سے کوشاں ہے۔

فلوریڈا بین الاقوامی یونیورسٹی کے مشن میں تحقیق ایک نمایاں عنصر کے طور پر شامل ہے۔ اگست 2009ء میں ہربرٹ ورٹھیم کالج برائے (میڈیسن) کے کھلنے سے یونیورسٹی کی تحقیقی کوششوں میں موثر اور مستقل تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔ تحقیق پر یونیورسٹی کا سالانہ خرچہ تقریباً ایک بلین ڈالر ہے۔

طلباء و طالبات سے متعلق معلومات:

فلوریڈا بین الاقوامی یونیورسٹی کے متحرک طلباء جنوبی فلوریڈا کی شاندار تنوع کی مثال ہیں۔

61 فی صد ہسپانوی

15 فی صد سفید غیر ہسپانوی

13 فی صد سیاہ فام

4 فی صد ایشیائی یا جزائر بحر الکاہل کے باشندے

7 فی صد دیگر اقلیتی گروہ

فلوریڈا بین الاقوامی یونیورسٹی غریب طلباء کی ایک بڑی تعداد کی بھی مدد کر رہی ہے۔ فلوریڈا بین الاقوامی یونیورسٹی کے تقریباً 50 فی صد انڈرگریجویٹ کومالی امداد مل رہی ہے اور ان میں سے تقریباً 60 فی صد طلباء کا تعلق ان خاندانوں سے ہے جن کی سالانہ آمدنی 30,000 ڈالر سے کم ہے۔ فلوریڈا بین الاقوامی یونیورسٹی کے تقریباً 80 فی صد طالب علم انڈرگریجویٹ ہیں جن میں سے زیادہ تر کالج آف بزنس ایڈمنسٹریشن، آرٹس اینڈ سائنسز اور انجینئرنگ کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ یونیورسٹی کے 96 فی صد اساتذہ یا توفی ایچ ڈی ہیں یا اپنے شعبے میں کسی اور اعلیٰ ترین ڈگری کے حامل ہیں۔

undergraduates with the majority enrolled in the Colleges of Business Administration, Arts & Sciences, and Engineering. Ninety-six percent of the university's tenured or tenure-earning faculty holds doctorates or the highest degree attainable in their field.



چند نمایاں کامیابیاں۔ اعداد و شمار کے آئینہ میں

A few achievements, by the numbers

46,000 Number of students attending FIU in Fall 2011.

1 Ranking in awarding bachelor's and master's degrees to Hispanic students.

15 Rank of undergraduate international business programs in 2011 U.S. News & World Report "America's Best Colleges."

89.6 Percent of our College of Law graduates who passed the Florida Bar in 2011. This is the highest passage rate of any college in Florida and nearly 10 percent better than the statewide average.

43 Number of students in the Herbert Wertheim College of Medicine class of 2014. More than 3,500 applications were received for these 43 positions.

50 Percent of new teachers in the Miami-Dade County Public School System with an FIU degree.

2010 Year the football team captured first title in school history, defeating the University of Toledo 34-32 at the Little Caesar's Pizza Bowl in Detroit, Michigan.

9,200 Number of students graduating annually from FIU.

10 Number of years, as of February 2011, the School of Hospitality and Tourism Management has staged one of the nation's major culinary events — the annual Food Network South Beach Wine & Food Festival.

100,000 Number of students FIU will graduate over the next decade, most of whom will contribute to the local workforce and economy.

2011ء کے موسم سرما میں فلوریڈا بین الاقوامی یونیورسٹی سے 46,000 طلباء مستفید ہوئے۔

ہسپانوی طلباء کو بیچلر اور ماسٹر ڈگریاں دینے میں فلوریڈا بین الاقوامی یونیورسٹی کا پہلا نمبر رہا۔ نیوز اور ورلڈ رپورٹ "امریکہ کے بہترین کالج" کے مطابق فلوریڈا بین الاقوامی یونیورسٹی انڈرگریجویٹ برنس پروگرام میں فلوریڈا بین الاقوامی یونیورسٹی کا نمبر پندرہواں رہا۔

ہمارے کالج کے 89.6 فی صد لاء گریجویٹس نے فلوریڈا بار 2011ء کا امتحان پاس کیا۔ فلوریڈا میں کسی بھی کالج کی یہ پاس ہونے کی سب سے اونچی شرح ہے اور ریاستی اوسط سے تقریباً 10 فی صد زیادہ ہے۔ ہر برٹ ورتھیم کالج برائے میڈیسن کی کلاسوں میں 2014ء کے دوران 43 طلباء نے تعلیم حاصل کی۔ ان 43 سیٹوں کے لئے 3,500 سے زیادہ درخواستیں موصول ہوئیں۔

میامی کے ڈیڈ کاؤنٹی پبلک سکول میں پڑھانے والے اساتذہ میں 50 فی صد وہ تھے جن کے پاس فلوریڈا بین الاقوامی یونیورسٹی کی ڈگری تھی۔

2010ء میں کالج کی تاریخ میں پہلی مرتبہ کالج کی فٹ بال ٹیم نے لائل سینٹر بیزاہال ڈیٹروٹ مشی گن کے مقام پر یونیورسٹی آف ٹولیدو کی ٹیم کو 32 کے مقابلے میں 34 گول سے شکست دے کر ٹائٹل جیت لیا۔

ہر سال فلوریڈا بین الاقوامی یونیورسٹی سے 9200 طلباء گریجویٹیشن کر رہے ہیں۔ فروری 2011ء تک دس سال سے سکول کا مہمان نوازی اور سیر و سیاحت کا شعبہ ہر سال کھانے پکانے کا ایک بڑا مقابلہ منعقد کرتا ہے۔ اسے سالانہ Food Network South Beach wine and Food Festival کہا جاتا ہے۔

فلوریڈا بین الاقوامی یونیورسٹی آئندہ عشرے میں ایک لاکھ گریجویٹس پیدا کرے گا جن میں سے زیادہ تر مقامی افرادی قوت اور معیشت میں اپنا حصہ ڈالیں گے۔



US Special Envoy for Afghanistan and Pakistan Ambassador Marc Grossman
meets with Foreign Minister Hina Rabbani Khar in Islamabad

امریکی خصوصی مندوب برائے افغانستان و پاکستان مارک گراسمن اسلام آباد میں دو روزہ دورے کے دوران وزیر خارجہ حنا ربانی کھر سے ملاقات کر رہے ہیں۔

سفارتخانہ کا فیس بک پیج "Like" the Embassy's Facebook Page and suggest it to your friends: www.facebook.com/pakistanusembassy سفارتخانہ کا فیس بک پیج